عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

مسلسل اشاعت کے ۵۱ سال

اُن ﷺ سے دوری نے بڑھا اندھیرا، قرب اُن کا روشنی
جانے کیوں تاریکیوں میں جا بیٹھا اجالا چھوڑ کر!

ماہنامہ لولاک کے
سال ۵۱ کا آغاز اور قارئین کی ذمہ داری 3

مقامِ نبوّت 5

شمارہ: ۱ جلد: ۵۱ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ نومبر 2012

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

امامِ عالی مقام حضرت حسین ؓ اور واقعہ کربلا 13

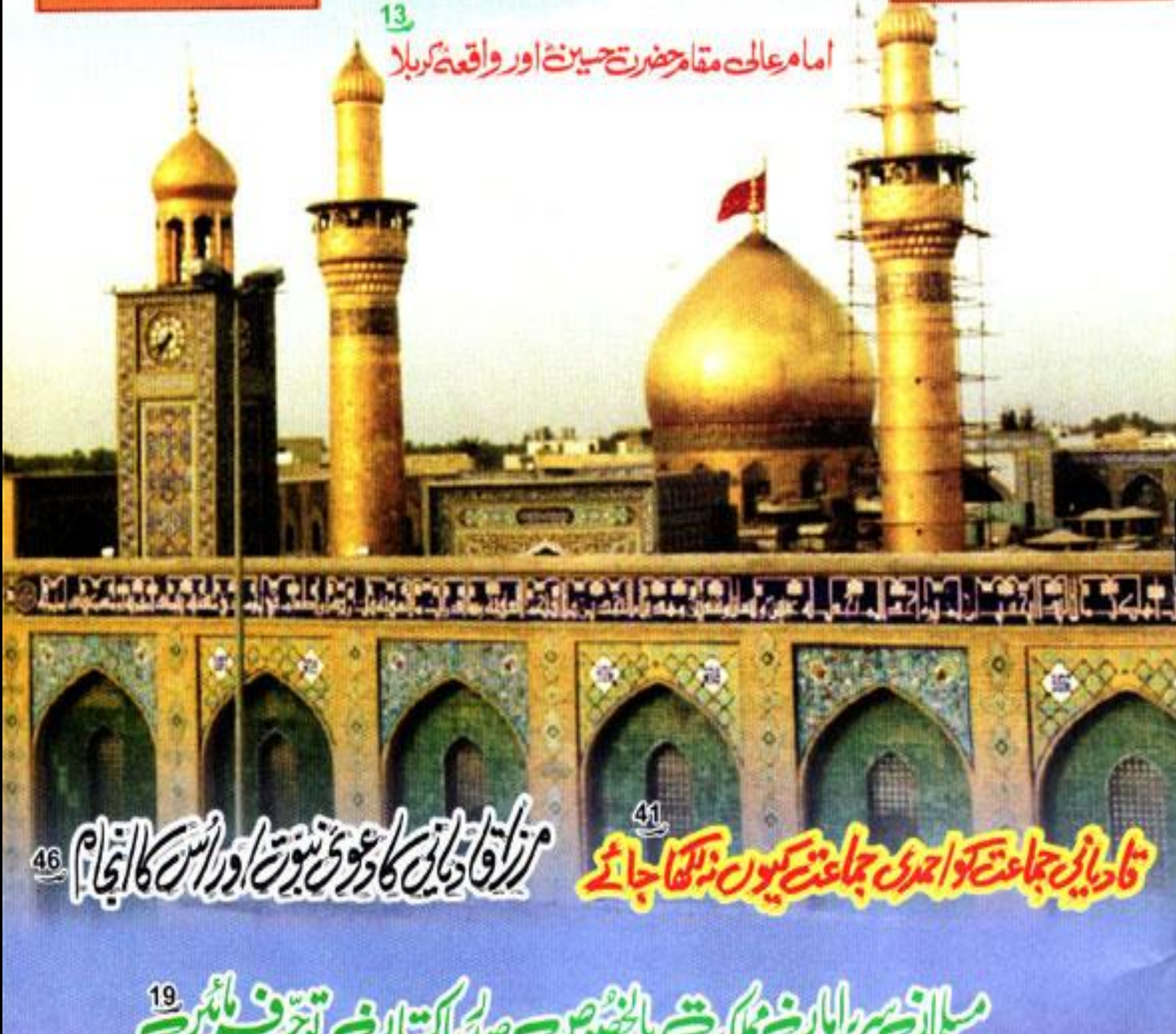

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت اور اس کا انجام 46

قادیانی جماعت کو احمدی جماعت کیوں نہ لکھا جائے 41

مسلمان سربراہانِ مملکت بالخصوص صدر پاکستان توجہ فرمائیں 19

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۱ ○ جلد: ۱۷

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

ماہنامہ لولاک کے سال ۱۵ کا آغاز اور قارئین کی ذمہ داری	مولانا اللہ وسایا	3
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن بنیں	مولانا اللہ وسایا	4

مقالات ومضامین

مقام نبوت	حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ	5
امام عالی مقام حضرت حسینؓ اور واقعہ کربلا	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	13
مسلمان سربراہان مملکت بالخصوص صدر پاکستان توجہ فرماویں	شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق مدظلہ	19
تنگ نظر کون؟ مسلمان یا مغربی اقوام	جناب محمد متین خالد	23
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	27
شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف بہاولپوری کا وصال	مولانا اللہ وسایا	32
رحیم یار خان کے قاضی شبیر کا وصال	مولانا اللہ وسایا	34
مولانا ظہور احمد سالک کا وصال	مولانا اللہ وسایا	37
آہ! بزم عارفیؒ کا اک چراغ	مولانا سید محمد زین العابدین	38

رد قادیانیت

قادیانی جماعت کو احمدی جماعت کیوں نہ لکھا جائے	مولانا محمد شاہدؒ گورکھپوری	41
مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت اور اس کا انجام	مولانا قاضی احسان احمد	46
ظلمت سے نور تک	جناب اکرام اللہ	48
احتساب قادیانیت جلد 46 کا مقدمہ	مولانا اللہ وسایا	51

متفرقات

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	55
تبصرہ کتب	ادارہ	57

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم!

ماہنامہ لولاک کے سال اکاون کا آغاز اور قارئین کی ذمہ داری!

قادر کریم، مولا پاک، حق تعالیٰ شانہ جل اسمہ وعز برہانہ کے فضل واحسان سے ماہنامہ لولاک اپنی مسلسل اشاعت کے پچاس سال مکمل کر کے اس شمارہ سے سال اکاون میں قدم رکھ رہا ہے۔ قارئین دعا فرمائیں کہ اس جریدہ کے بانی حضرت مولانا تاج محمود صاحبؒ کی روح پر فتوح پر اللہ تعالیٰ اپنی نوازشات کی موسلا دھار بارش نازل فرمائیں۔ نہ معلوم آپ نے کس اخلاص سے اس جریدہ کی اشاعت کا آغاز کیا کہ نصف صدی گذرنے کے باوجود وہ مسلسل نہ صرف اپنے سفر کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ بلکہ اب تو میر کارواں کا کردار ادا کر رہا ہے۔ ”لولاک“ پہلے لائل پور (فیصل آباد) سے ہفتہ وار شائع ہوتا تھا۔ مولانا تاج محمودؒ پہلے اسے خود اپنے طور پر چلاتے رہے۔ پھر اس کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان بنادیا۔

مولانا تاج محمود صاحب کے وصال کے بعد آپ کے جانشین اور ہمارے مخدوم زادہ صاحبزادہ طارق محمود اسے بڑی تندہی سے چلاتے رہے۔ آج سے سولہ سال قبل اپنی صحت کی خرابی کے باعث صاحبزادہ صاحب نے اسے کلیتہً عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان سے شائع کرنے کا عزم کیا۔ زندگی کے آخری سانس تک اس کی ادارتی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے۔ حتیٰ کہ وفات کے دن بھی آخری کام جو اپنے سکول کے دفتر میں کیا وہ ماہنامہ لولاک کا اداریہ تحریر فرمایا۔ وہ مکمل کے چلے تو راستہ میں دل کا دورہ سے انتقال فرماگئے۔ ان حضرات کی جانگسل محنت کو حق تعالیٰ کی رحمت نے قبولیت سے ایسے سرفراز فرمایا کہ نصف صدی سے برابر سے یہ رسالہ عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی وترجمانی کا فرض ادا کر رہا ہے۔

قارئین کرام! ماہنامہ لولاک کی اشاعت بلامبالغہ ایک ادھ پرچے کو چھوڑ کر تمام دیوبندی مکتب فکر کے مذہبی پرچوں میں سب سے زیادہ ہے۔ ہزاروں کی اشاعت پر کروڑوں بار حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اس کی اشاعت کا اس سے اندازہ فرمائیں کہ اتنی کثیر تعداد میں شائع ہوتا ہے کہ اس کی پرنٹنگ اور بائنڈنگ کے لئے پریس وبائنڈر حضرات دو ہفتہ کا وقت لگاتے تھے۔ پریس والے حضرات اپنا دوسرا کام روک کر صرف لولاک دن رات پرنٹنگ کریں۔ تب بھی انہیں کئی دن لگ جاتے ہیں۔ ایک لاکھ اکسٹھ ہزار داب تو صرف رسالہ کی بنتی ہے۔ جب کہ چار رنگا ٹائٹل کی داب بانوے ہزار بنتی ہے۔ پونے دوصد رم سے زیادہ ہر ماہ صرف پرچہ پر کاغذ خرچ ہوتا ہے۔ جب کہ ٹائٹل کا کاغذ اس کے علاوہ ہے۔ اتنے وسیع انتظام کے لئے کتنا وقت درکار ہوتا ہے؟ اس کا اندازہ اس سے فرمائیں کہ آج چار ذوالحجہ کو محرم الحرام کا پرچہ کمپوزنگ کے لئے دے دیا ہے۔ یہ ساری تفصیلات آپ کے سامنے رکھنے کے تین مقاصد ہیں۔

قارئین لولاک سے پہلی درخواست: یہ ہے کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ان خدمات کو قبول فرمائیں۔ ان میں برکتیں نصیب فرمائیں اور عالمی مجلس کے بزرگوں کے لگائے ہوئے پودا کو مزید شجر سایہ دار و پر بہار بنائیں تاکہ اس کی دلفریب و پرسکون بہاروں سے امت محمدیہ بھرپور استفادہ کرتی رہے۔

قارئین لولاک سے دوسری درخواست: یہ ہے کہ اتنے بھاری بھرکم اخراجات اور پھر شدید مہنگائی کے دور میں حساب لگائیں تو مجلس کو ایک پرچہ کسی بھی طرح بارہ سے پندرہ روپے سے کم میں نہیں پڑتا۔ لیکن اس کے باوجود عالمی مجلس محض تبلیغ کے نکتہ نظر سے یہ پرچہ لاگت سے بھی کم پر قارئین کو مہیا کرتی ہے اور فاضل اخراجات مجلس اپنے تبلیغ کے فنڈ سے ادا کرتی ہے۔ محض اس لئے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک یہ صدائے حق پہنچتی رہے۔ آج آپ ملک بھر کے دینی رسائل کو جو طباعت وغیرہ کے معیار اور حجم میں ماہنامہ لولاک سے ہم پلہ ہوں۔ ان میں سے کسی ایک کے برابر بھی لولاک کی قیمت نہیں۔ سب کی لولاک سے بہت زیادہ قیمت ہے۔ دیکھئے یہ عالمی مجلس کا کسی پر احسان نہیں بلکہ محض توفیق الٰہی سے اپنا فریضہ ہے جو سرانجام دیا جارہا ہے۔ پھر یہ بھی کبھی نہ بھولنے پائے کہ ایک دینی رسالہ کی منتظمہ اور قارئین کا جو تعلق ہوتا ہے وہ محبت بھرا دینی تعلق ہوتا ہے۔ لیکن خوگر حمد سے تھوڑا سا شکوہ بھی سن لیا جائے کہ لولاک کے بعض خریدار بروقت سالانہ خریداری کی رقم ارسال نہیں کرتے۔ پھر یاددہانی پر بھی توجہ نہیں دی جاتی۔ ساتھی ان کے پاس جائے تو دوسرے وقت پر آنے کا فرمادیتے ہیں۔ یہ بہت ہی نامناسب اور آپ کے خلاف شان بات ہے۔ خط لکھیں تو خط کاغذ سمیت دس روپے فی خریدار مزید اخراجات اٹھیں گے۔ ساتھی جائے تو کرایہ زرسالانہ سے بھی دگنا خرچ ہو جائے گا۔ تو پھر ایک دینی پرچہ کے چلانے کے تسلسل کے عمل کو ہم کس طرح جاری رکھ پائیں گے؟ براہ کرم اس پر توجہ فرمائیں۔ اپنا زرسالانہ سابقہ بقایاجات اگر ہیں تو ان سمیت ۳۰ رذی الحجہ ۱۴۳۳ھ تک کا تمام حساب فوری ارسال فرمائیں۔ یا مقامی دفاتر و مبلغین حضرات کے پاس جمع کرائیں۔ اس تعاون کا پیشگی شکریہ!

قارئین لولاک سے تیسری درخواست: یہ ہے کہ ہر دینی رسالہ کا اپنا لائحہ عمل، مزاج یا پالیسی ہوتی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی، تحفظ ناموس رسالت کی ادائیگی، عظمت اہل بیتؓ وصحابہؓ، اصلاح معاشرہ، حالات زمانہ وغیرہ موضوعات کے علاوہ لولاک میں خصوصیت کے ساتھ فوت شدگان کے تفصیلی حالات شائع کئے جاتے ہیں۔ اس سے ایک تو مرحومین کے حق کی ادائیگی کا خیال ہوتا ہے۔ دوسرا یہ کہ جانے والوں کے حالات جمع ہوکر ریکارڈ کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اس پر بسا اوقات لولاک کے بہت سارے صفحات لگ جاتے ہیں۔ لیکن یہ لولاک کی انفرادیت ہے کہ اتنی تفصیل سے مرحومین کے کوئی پرچہ حالات جمع نہیں کرتا۔ جتنی ہم کوشش کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ مزید کوئی تجاویز ہوں تو ارسال فرمائیں۔ قابل عمل تجاویز پر غور کیا جاسکتا ہے۔ چلئے اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ آج تک جو ہوا، اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہوا۔ آئندہ جو ہوگا اس کے کرم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی لغزشوں کو معاف فرمائے اور بقیہ زندگی اپنی مرضیات پر عمل کرنے کی توفیق بخشیں۔ آمین!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن بنیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی آئندہ تین سال کی رکنیت سازی کا آغاز ماہ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ سے ہورہا ہے۔ ملک بھر کے تمام قارئین لولاک سے درخواست ہے کہ وہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی دفاتر و مبلغین حضرات سے مل کر رکنیت سازی میں بھرپور حصہ لیں۔ خود ممبر بنیں اور دوسروں کو بنائیں۔ ممبر سازی میں حصہ لینا ایک دینی جماعت کی دینی پرامن جدوجہد میں شریک بننا یقیناً نیکی کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین!

مقام نبوت!

شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ!

بموقع: ختم نبوت کانفرنس...... بتاریخ: ۲۴،۶،۲۰۱۲...... بمقام: برمنگھم (برطانیہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّابَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِلْأُ الْاَرْضِ ذَھَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِہٖ اُولٰئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰاھِدِیْنَ وَالشّٰاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ. اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَاتُحِبُّ وَتَرْضٰی. اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ.

ایک ہی جملے کے ساتھ تمام فتنوں کا صفایا

صبح سے یہ کانفرنس جاری ہے اور پہلے بھی کئی سالوں سے سالانہ طور پر یہ اجتماع ہوتا ہے۔ جیسا کہ ملک میں مختلف شہروں میں مختلف اوقات میں جلسے ہوتے رہتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب کا تعارف تو مکمل آپ حضرات کو ہو چکا۔ اس کی زندگی کا کوئی پہلو ہمارے علماء نے مخفی نہیں رکھا۔ بلکہ اس کو نمایاں کردیا ہے۔

سرور کائنات محمد رسول اللہ a زمانہ کے اعتبار سے بھی آخری نبی، کمالات کے اعتبار سے بھی آخری نبی، مکان کے لحاظ سے بھی آخری نبی۔

اور آپ کے فرمان کے مطابق آپ کے بعد کذابین کا سلسلہ شروع ہونا تھا۔ فرمایا کہ میرے بعد جو کذاب آئیں گے تیس آئیں گے ”ثلثون کذابون دجالون“ اور ایک روایت میں ستر کا ذکر ہے۔ مراد اس سے کثرت ہے کہ کثرت کے ساتھ آئیں گے اور ان سب کا تذکرہ کرنے کے بعد سرور کائنات a نے سب کا علاج ایک ہی جملے میں ارشاد فرمایا ” انا خاتم النبیین لانبی بعدی“ تیس والی روایت بھی صحیح ہے اور ستر والی روایت بھی صحیح ہے۔

اس لیے اگر ہم یہ بات اپنے بچوں کو اور اپنے دوست واحباب کو اس کلمہ کی طرح یاد کروا دیں جس طرح سے ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ یاد کرواتے ہیں۔ اس طرح سے اگر ہم یہ دو چار الفاظ اپنے بچوں کو

یاد کروادیں " قال النبی ﷺ انا خاتم النبیین لانبی بعدی " تو ان سارے فتنوں کا صفایا ہو جاتا ہے۔ صرف ایک ہی جملے کے ساتھ۔

نبوت کا مقام

ویسے آپ حضرات کو معلوم نہیں ہے کہ نبوت ایک ایسا مقام ہے اللہ تعالیٰ اس منصب کے اوپر ان افراد کو فائز کرتے ہیں جو آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے زیادہ نیک پاکیزہ اور ہر لحاظ سے سچے اور پکے ہوتے ہیں۔ یہ اللہ کا انتخاب ہوتا ہے، کوئی شخص محنت کر کے چھلانگ لگا کر اس منصب کے اوپر قبضہ نہیں کر سکتا، یہ منصب اللہ کے دینے سے ملتا ہے اور اس منصب پر جو افراد فائز ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی گناہوں سے حفاظت فرماتے ہیں، وہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں بچپن سے لے کر وفات تک اللہ کے فرمانبردار، اللہ کے حکموں پر چلنے والے اور اپنے ظاہر و باطن کے اعتبار سے پسندیدہ شخصیت اور ایسی بے عیب شخصیت ہوتے ہیں کہ کوئی بدترین قسم کا دشمن بھی ان کی سیرت پر انگلی نہیں رکھ سکتا کہ تمہارے اندر یہ نقص موجود ہے تم ہمیں کس طرح سے سمجھاتے ہو کہ یہ کام نہ کرو۔

سیرت کے مختلف پہلو آپ حضرات کے سامنے آتے رہتے ہیں یہ بھی آپ نے بارہا سنا کہ رسول اللہ a جس وقت غار حراء سے جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات کر کے گھر تشریف لائے تھے اور آکر اپنی زوجہ مطہرۃ خدیجہ الکبریٰؓ کے سامنے اپنی حضرت جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات کی داستان سنائی تھی اور یہ بتلایا تھا کہ ایسے مجھ پر بوجھ ڈال دیا گیا کہ "خشیت علیٰ نفسی " مجھے تو اپنی جان کا خطرہ ہوا کہ اگر اس قسم کی بار بار مجھے تکلیف دی گئی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھوں۔

اور زوجہ مطہرۃ ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ جنہوں نے آپ a کے ساتھ اس وقت تک پندرہ سال گزار لیے تھے۔ آپ کی عمر اس وقت ۲۵ سال تھی جس وقت آپ a کا نکاح حضرت خدیجہؓ سے ہوا تھا اور چالیس سال کی عمر میں آپ a کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا جس میں آپ a کی نبوت کا اظہار کیا گیا گویا کہ وہ پندرہ سال گزار چکی تھیں حضور a کے ساتھ اور یہ عام طور پر دنیا کا دستور چلا آرہا ہے کہ خاوند اور بیوی کے درمیان اتنی بے تکلفی ہوتی ہے کہ خاوند کی زندگی کا کوئی پہلو بیوی سے مخفی نہیں ہوتا اور بیوی کی زندگی کا کوئی پہلو خاوند سے مخفی نہیں ہوتا اور زیادہ قربت ہونے کی بناء پر یہ عام طور پر مشہور ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی معتقد بہت کم ہوتی ہے یہ عام طور پر مشہور ہے۔

بیوی اپنے خاوند کی معتقد بہت کم ہوتی ہے

ہے تو لطیفہ ہی اور ممکن ہے کہ واقعہ ہو واقعہ بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں، حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ تھے ان کی اہلیہ ہمیشہ ان کے ساتھ اختلاف کرتی تھی اور ان کی بزرگی کی قائل نہیں تھی تو بزرگ نے چاہا کہ میں کوئی کرامت اپنی بیوی کے سامنے ظاہر کروں تا کہ بیوی میری معتقد ہو جائے تو ایک دفعہ ان کی بیوی اپنی سہیلیوں کے جھرمٹ میں بیٹھی تھی اور وہ بزرگ ہوا میں پرواز کرتے ہوئے گزرے، بیوی نے بھی دیکھا اور اس کی سہیلیوں نے بھی دیکھا۔ اس کے بعد جب وہ بزرگ اپنے گھر تشریف لائے تو بیوی نے بطور طعن کے کہا کہ تو بھی بزرگ بنا پھرتا ہے بزرگ تو آج ہم نے دیکھا کہ ہوا کے اندر اڑا جا رہا تھا وہ کہنے لگا کہ اچھا بہت بڑا بزرگ تھا؟

کہنے لگی ہاں بہت بڑا بزرگ تھا تو اس نے کہا کہ تم نے غور سے دیکھ کر اس کو پہچانا نہیں؟ کہنے لگی پہچانا تو نہیں وہ کہنے لگے کہ وہ میں ہی تو تھا، وہ کہنے لگی اسی لیے اڑنا نہیں آتا تھا ٹیڑھے میڑھے اڑ رہے تھے، بیوی خاوند کے ساتھ اس طرح سے ہوتی ہے۔

حضور a کی صفات حضرت خدیجہؓ کی زبانی

تو وہ بیوی جس نے پندرہ سال حضور a کی رفاقت میں گزارے تھے اور وہ پہلے مالی معاملات میں، تجارت میں، اور دوسری چیزوں میں، امانت دیانت میں حضور a کو آزما چکی تھیں۔ اس نے حضور a کے سامنے کہا کہ اللہ آپ پر ایسی کوئی ذمہ داری نہیں ڈالے گا جس کو آپ نبھا نہ سکیں " کلا لایخزیک اللہ " اللہ آپ کو رسوا نہیں کرے گا اور اگر انسان کے اوپر ایسی ذمہ داری ڈال دی جائے کہ انسان اس کو نبھا نہ سکے تو اس سے انسان تکلیف محسوس کرتا ہے، آپ پر اللہ ایسی کوئی ذمہ داری نہیں ڈالے گا کیوں؟ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، آپ تو مہمان نوازی کرتے ہیں، آپ تو بے سہارا لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، آپ تو مسکینوں اور فقیروں محتاجوں کو کما کر کھلاتے ہیں۔ قدرتی طور پر جو آفات آتی ہیں آپ ان کے اندر معاون بنتے ہیں لوگوں کی مدد کرتے ہیں یہ صفات بیوی بیان کر رہی ہے اپنے خاوند کی، یہ شہادت ہے حضور a کی اس عمر کی جو کہ نبوت سے پہلے کی ہے گویا کہ نبی بننے سے پہلے یہ صفات بار بار بیوی آزما چکی جس کا تذکرہ اس نے کیا۔

میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ نبی ابتداء سے معصوم ہوتا ہے اور کمالات اخلاقات کے اعتبار سے پوری طرح مکمل ہوتا ہے، بچپن سے لے کر جوانی تک، جوانی سے لے کر بڑھاپے تک کوئی کمی اخلاق میں، صفات میں، کردار میں نہیں ہوتی کہ اس کے اندر کوئی نقص نکال سکے یہ اس زمانے کی شہادت ہے جب آپ پر وحی آنی شروع ہوئی تھی، آپ جانتے ہیں معاشرتی طور پر ماحول کے اندر ایک انسان کے اچھے سے اچھے ہونے کی جو صفات ہو سکتی ہیں بیوی نے وہ ساری صفتیں سرور کائنات a میں بیان کر دیں یہ تو گھر کی شہادت ہے کہ آپ a بچپن سے کامل تھے اور آپ نے وقت بہت کمال کے ساتھ گزارا۔

حضور a کی پاکیزگی قوم کی زبانی

اس کے ساتھ ساتھ جب آپ کو اللہ کی طرف سے تبلیغ کا حکم ہوا تو صفا پر کھڑے ہو کر جب رسول اللہ a نے قبائل کو اکٹھا کیا اور سب کو اکٹھا کرنے کے بعد آپ سنتے رہتے ہیں کہ آپ نے اپنی گفتگو کی ابتداء اس سے کی تھی، آج کل کی اصطلاح میں بات سمجھانے کے لئے اگر میں لفظ استعمال کروں تو گنجائش ہے کہ سب سے پہلے سرور کائنات a نے مکہ معظمہ کے تمام قبائل کے سرداروں کو جمع کر کے اعتماد کا ووٹ لیا آج کی اصطلاح میں اگر میں کہنا چاہوں اس لفظ کے ساتھ اس کی تعبیر کروں تو میرا خیال ہے کہ اس کے اوپر کوئی شرعاً اشکال نہیں ہے۔

کہ تم نے آج تک مجھے کیسے پایا "ھل وجدتمونی صادقا او کاذبا" سب کو اکٹھا کرنے کے بعد پوچھا کہ مجھے تم نے کیسا پایا؟ آج تک تم نے مجھے سچا پایا یا جھوٹا پایا؟ پوری زندگی کو سامنے رکھ کر سوال ہے اور سوال بھی قبائل کے سرداروں سے ہے "ھل وجدتمونی صادقا او کاذبا" تم نے مجھے صادق پایا یا کاذب، بالاتفاق سب

نے جواب دیا "جربناک مرارا" ہم تو آپ کو بارہا آزما چکے ہیں "ماجربناک الا صادقا" ہم نے آپ کے اندر سوائے صدق کے کوئی چیز نہیں پائی، آپ پکے سچے ہیں اور اس میں کوئی کسی قسم کی اشکال کی بات نہیں ہے۔

اور جیسا کہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ سرور کائنات a کی نبوت سے پہلے آپ a کے القاب صادق اور امین مشرکوں کی زبان پر تھے کہ آپ امانت دار بھی ہیں اور سچے بھی ہیں پھر جس وقت قوم کے سامنے سوال اٹھایا تو قوم نے اپنے مزاج کے خلاف سمجھ کر اس کی مخالفت کی، اب یہ نقطہ مستقل ہے کہ رسول اللہ a نے جو یہ کہا تھا "قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا" لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے پھر ایک اور بات بھی فرمائی کہ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر چھپا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے جس کا مطلب یہ تھا کہ اگرچہ تمہاری آنکھیں اس کو دیکھ نہیں رہیں اگر میں کہہ دوں کہ پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات مانو گے؟ تو سب نے کہا کہ ہم نے کبھی بھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔

جس کا معنی دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ ہماری آنکھ تو غلطی کر سکتی ہے آپ کی زبان غلطی نہیں کر سکتی، اس طرح سے قوم نے اظہار کیا آپ a پر اعتماد کا، پورا اعتماد کا ووٹ لینے کے بعد، ہر طرح کی تصدیق حاصل کرنے کے بعد پھر کہا "قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا" "لا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے تو اس پر ساری قوم چیخ اٹھی اب یہ نکتہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ "لا الہ الا اللہ" کہنے سے ان کو کیا تکلیف ہوئی اور وہ کیا بات تھی جس کی بناء پر وہ اس طرح سے پھول گئے اور جس کو صادق کہتے تھے، جس کو امین کہتے تھے، جس کی زندگی پر اعتماد کا اظہار کیا تو اتنی جلدی سے سارے کے سارے مخالف کیوں ہو گئے۔

اور سب سے پہلے مخالفت کرنے والا آپ a کا حقیقی چچا ابولہب بن عبدالمطلب تھا، آپ a عبداللہ بن عبدالمطلب کی اولاد ہیں تو ابولہب بن عبدالمطلب سب سے پہلے بولنے والا تھا، حالانکہ عرب میں عصبیت انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی، اپنا رشتہ دار اپنے قبیلہ کا آدمی اگر غلط کام بھی کر کے آجائے تو اس کی حمایت کی جاتی تھی، لیکن یہاں بات سرے سے الٹ ہو گئی یہ نکتہ بہت وضاحت چاہتا ہے اس کو چھوڑتا ہوں اور میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ نبی جو ہوتا ہے وہ بچپن سے صاف ستھرا، کوئی اعتراض کی بات نہیں، صادق ہے امین ہے ہر طرح سے کامل ہوا کرتا ہے۔

آپ a کی زندگی میں یہ مضمون بہت وضاحت کے ساتھ پھیلا ہوا ہے پھر جس وقت آپ لوگوں کے سامنے تبلیغ کے لیے پیش ہوئے تو جو جملہ قرآن نے نقل کیا ہے کہ آپ a نے فرمایا "لقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ" میں تمہارے اندر اپنی عمر کا ایک حصہ گزار چکا ہوں، راز کی بات نہیں کہ تم مجھے جانتے نہیں ہو، یہاں سے آپ نے اپنی تبلیغ کو شروع کیا ہے، میری عمر ساری تمہارے سامنے گزری ہے، تم نے میرے اعتماد کو دیکھا ہے تو اب میرے اوپر بے اعتمادی کرنے کی کیا وجہ ہے۔

کسی کذاب کو معصوم نہیں کہا جا سکتا

اگر سرور کائنات a کی سیرت کو سامنے رکھتے ہوئے ہم کہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں جیسے کہ ہمارا عقیدہ یہی ہے، انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں، انبیاء علیہم السلام کے اندر کوئی نقص اور عیب نہیں ہوتا

تو یہ حق بجانب ہیں کہ آدم علیہ السلام سے لے کر سرور کائنات a تک جتنے انبیاء علیہم السلام آئے اول سے لے کر آخر تک سارے کے سارے معصوم تھے، اگر صرف یہی پہلو سامنے رکھا جائے تو جتنے کذابین بعد میں پیدا ہوئے ہیں کسی ایک شخص کی زبان پر یہ بات نہیں آسکتی، اور وہ چیلنج کر کے نہیں کہہ سکتا کہ میری زندگی کے اندر کوئی نقص ہے تو بتاؤ، میری زندگی میں کوئی عیب ہے تو بتاؤ، جس نے بھی اس قسم کا دعویٰ کیا اس کے اندر ہزاروں عیب لوگوں نے نکال کر رکھ دیے، کسی طرح سے بھی اس کو برداشت نہیں کیا۔

جیسے سرور کائنات a کی پیش گوئی ہے کہ میرے بعد کذاب آئیں گے تو واقعۃً وہ اپنے قول وفعل کے لحاظ سے کذاب اور دجال ہی ہیں، اگر صرف یہ بات لے لی جائے اور اس کی زندگی کے ساتھ جن کو والہانہ عقیدت ہے، جو لوگوں کے ایمان خراب کرنے پر لگے ہوئے ہیں، جنہوں نے ان کو اپنا پیشوا بنایا کہ اگر اس کی زندگی کا صرف یہ پہلو لے لیا جائے کہ تم بھی ایک دفعہ کہو اس شخص کی زندگی کو دیکھو کہ تم نے اس کو صادق پایا ہے یا کاذب پایا ہے؟ تو ہمارے مولانا اللہ وسایا ساری دنیا کے سامنے ثابت کر دیں گے کہ اس جیسا جھوٹا، اس جیسا کمینہ، اس جیسا بدمعاش شاید ہی کہیں پیدا ہوا ہو جس شخص کو یہ اپنا نبی بنائے بیٹھے ہیں۔

قادیانیو! جس کو نبی کہتے ہو اس کو شریف انسان تو ثابت کرو

ہمارے مولانا اللہ وسایا اس کی سوانح بڑے اچھے طریقے سے بیان کیا کرتے ہیں، اسی پہلو پر ساری کی ساری بات ہے کہ نبوت جاری ہے یا جاری نہیں ہے، ضرورت نبوت ہے یا نہیں؟ ان بحثوں میں جانے کی ضرورت ہی نہیں، تم جس کی بات کرتے ہو اس کی سیرت ہمارے سامنے رکھو اس کی زندگی کے اوپر ہمارے سامنے تبصرہ کرو، مجھے یاد ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی بات میں نے پڑھی ہے ان سے کسی نے پوچھا کہ شاہ صاحبؒ نبی بننے کے لیے کیسی صفات ہونی چاہئیں؟ نبی میں کیسی صفتیں ہونی چاہئیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ تو اللہ ہی جانتا ہے ''اللــــہ اعلم حیث یجعل رسالته'' کہ اللہ کس کو سمجھتا ہے کہ نبی بننے کے قابل ہے کس کو سمجھتا ہے کہ رسول بننے کے قابل ہے وہ تو اللہ جانتا ہے۔

لیکن ہم ایک چھوٹی سی بات جانتے ہیں کہ کم از کم وہ شریف انسان تو ہو اور تو جتنی صلاحیتیں ہیں وہ تو اللہ جانتا ہے کہ کس صلاحیت کی بناء پر اللہ اس کو رسول بناتے ہیں لیکن ہم تو اتنی موٹی بات جانتے ہیں کہ کم از کم وہ شریف انسان تو ہو، جس کو صرف شریف انسان بھی نہ ثابت کیا جا سکے اس کو اپنا پیشوا بنانا آپ جانتے ہیں کہ یہ سوائے حماقت کے اور سوائے جہالت کے کوئی بات نہیں، اس لیے مجھے تو ضرورت نہیں کہ میں اس کا تعارف کراؤں کہ مرزا کیا تھا، اس کا بچپن کیسے گزرا، یہ بحث ہمارے دوست اور ہم سب آپ کے سامنے کر بھی چکے اللہ ان کو استقامت دے بالکل ایک ایک پہلو نمایاں کرتے ہیں کچھ بھی چھوڑتے نہیں۔

اب تو قادیانیوں کو اسمبلی اور عدالت بھی کافر قرار دے چکی

میں نے اس وقت جو آپ حضرات کے سامنے عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ آج مرزائیت دلیل کے پیسے پر نہیں چل رہی، آج دلائل کا دور نہیں ہے، دلائل میں وہ ہر میدان میں شکست کھا چکے اس لیے انہوں نے مناظروں سے ہٹ

کر اب جو طریقہ اختیار کیا ہوا ہے وہ ہے مادی وسائل کا لوگوں کو ملازمتوں کی طمع دلاتے ہیں، لوگوں کو غیر ملک بھیجنے کی طمع دلاتے ہیں، دلائل کا جو دور تھا وہ ختم ہو گیا صرف یہ نہیں کہ مدرسوں نے ان کو کافر قرار دیا، مسجدوں کے منبر و محراب نے ان کو کافر قرار دیا، صرف یہ نہیں بلکہ روئے زمین پر کسی عدالت نے بھی ان کو مسلمان قرار نہیں دیا۔ بلکہ ہر عدالت نے کہا کہ یہ مسلمان قوم نہیں ہے، یہ مسلمانوں سے علیحدہ ہیں، پاکستان کی عدالتوں نے غیر پاکستان کی عدالتوں نے فیصلہ دیا، پاکستان کی مضبوط اسمبلی نے یہ فیصلہ دیا، اب یہ فیصلہ صرف کسی مولوی کا نہیں ہے، صرف دارالافتاء کا نہیں ہے، صرف مسجد کا نہیں ہے، صرف مدرسے کا نہیں ہے، بلکہ اب تو پوری اسمبلی کا فیصلہ ہے اب اگر وہ عدالتوں کا فیصلہ ماننے سے انکار کریں تو توہین عدالت ان پر لازماً لاگو ہونی چاہئے، توہین عدالت کے یہ مرتکب ہیں جو کہ نمایاں ہے۔

قادیانیوں کے گمراہ کرنے کے حربے

لیکن جو رنگ اختیار کیا ہے انہوں نے کہ اپنے آپ کو مانتے نہیں کہ یہ کافر ہیں، اپنے آپ کو کافر ماننے کے لیے تیار نہیں، وہ مختلف انداز میں ہمارے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، چاہے ویزے دلا کر، چاہے نوکریاں دلا کر، چاہے چھوکریاں دلا کر۔ اس طرح سے یہ بے چارے نوجوانوں کو گمراہ کرتے ہیں، ان کے تحفظ کے لیے بہت زیادہ ضروری ہے کہ ایمان کی قدر و قیمت نوجوانوں کے سامنے واضح کی جائے کہ ایمان کتنی قیمتی چیز ہے اور اس قسم کے کذابوں کے پیچھے لگ کر بد معاشوں کے پیچھے لگ کر تم اپنا ایمان ضائع نہ کر بیٹھنا ایمان کی قدر و قیمت سمجھانے کی ضرورت ہے۔

ایمان کی قیمت

اس لیے ایمان کی قدر و قیمت نمایاں کرنے کے لیے میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جنہوں نے کفر کیا اور توبہ نہیں کی بلکہ کفر پر ہی مر گئے "ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار" کافر ہونے کی حالت میں ہی مر گئے کفر کیا اور کفر کی حالت میں ان کو موت آگئی اگر ان میں سے کوئی زمین کا بھراؤ سونا اپنی جان چھڑانے کے لیے دینا چاہے یعنی اس کے پاس موجود ہو زمین کا بھراؤ، زمین بھری ہوئی، اس کا آپ ذرا تصور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر بہت بڑے بڑے پہاڑ بنائے بہت اونچے اونچے بہت کثرت کے ساتھ لیکن ایسے لگتا ہے جیسے تھوڑی سی جگہ پر لگائے ہوئے ہیں، زمین ساری کی ساری خالی پڑی ہے، ان کے ساتھ زمین بھری ہوئی نہیں ہے۔ بھرنے کا مطلب یہ ہے کہ زمین سے ڈھیر لگانا شروع کرو آسمانوں تک ساری فضاء بھر جائے اتنا کسی کے پاس سونا ہو اور وہ سونا دے کر اپنی جان چھڑانا چاہے "فلن یقبل منھم" تو وہ ان سے قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا اور ان کے لئے کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

عقیدہ معاد پر بھی ایمان توحید و رسالت کی طرح ضروری ہے

جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے عقیدے کے مطابق توحید کا عقیدہ ضروری ہے، ہمارے عقیدے کے مطابق رسالت کا عقیدہ ضروری ہے اسی طرح سے ہمارے عقیدے کے مطابق مرنے کے بعد زندہ ہونا جس کو

آخرت سے تعبیر کرتے ہیں جس کو بعث بعد الموت سے تعبیر کرتے ہیں یہ عقیدہ ویسے ہی ضروری ہے جیسے توحید ورسالت کا عقیدہ ضروری ہے، مومن اس کے بغیر مومن بن نہیں سکتا یہ لازمی بات ہے کہ مرنے کے بعد اٹھنا ہے، اٹھنے کے بعد زندگی کا حساب دینا ہے اور اس کے بعد جنت یا دوزخ کا فیصلہ ہوگا یہ ایک دائمی زندگی ہوگی یہ ہمارے ایمان کا تیسرا رکن ہے اور اہم رکن ہے، ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں نے جس طرح توحید کی تعلیم دی اسی طرح سے سب نے بعث بعد الموت کی تعلیم دی اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے یہ کسی ایک نبی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ آخرت ہوگی اور ہمارے اعمال کا فیصلہ ہوگا۔

ایمان کی قیمت کا پتہ آخرت میں چلے گا

آخرت کے عقیدے کے بعد صرف بات یہ ہے کہ وہاں چھٹکارا جو ہوگا تو ایمان کے ساتھ ہوگا اگر سونے کے پہاڑ اور سونا بھری زمین دے کر بھی جان چھڑانا چاہے تو نہیں چھڑا سکتا، سونا دے کر نہیں چھڑا سکے گا، کوئی کسی کی سفارش سے اپنے آپ کو نہیں چھڑا سکے گا اگر بیٹا نبی ہے اور باپ ایمان کی نعمت سے محروم ہے تو نبی کا باپ ہونا بھی آخرت میں کام نہیں آئے گا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سنا کر ہمارے سامنے یہ بات واضح کردی، اگر باپ نبی ہے اور بیٹا ایمان سے محروم ہے تو نبی کا بیٹا ہونا آخرت میں کام نہیں آئے گا اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ سنا کر ہمارے سامنے یہ بات واضح کردی۔

اگر کوئی نبی ہے اس کی بیوی کافرہ ہے تو کافر بیوی کو نبی کی بیوی بننا کام نہیں آئے گا، خاوند ہونا نبی کا کام نہیں آئے گا اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ سنا کر ہمارے سامنے یہ بات واضح کردی اگر نبی کا چچا ہے اور ایمان سے محروم ہے تو چچا ہونا رشتہ دار ہونا اس کے کچھ کام نہیں آئے گا سرور کائنات a نے واقعات بیان کرکے خود اپنے رشتہ داروں کو یہ بات سمجھائی ہے جس سے معلوم ہوگیا کہ وہاں ہر شخص کا اپنا ایمان کام آئے گا کسی دوسرے کا نہیں تو اگر ایمان ضائع کر بیٹھے تو وہاں پر چھوٹنے کی کوئی صورت نہیں ہے یہاں نہ باپ کا ایمان بیٹے کے کام نہ بیٹے کا ایمان باپ کے کام، نہ بھائی کا ایمان بھائی کے کام آئے گا، نہ شوہر کا بیوی کے کام، نہ بیوی کا شوہر کے کام آئے گا، فرعون کی بیوی مومنہ ہے تو فرعون کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا، لوط علیہ السلام کی بیوی کافرہ ہے تو نبی کی بیوی ہونے کا آخرت میں اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا، اس طرح سے ایمان کی قدر و قیمت کو اجاگر کیا ہے، ایمان کی قیمت انسان کو اس وقت معلوم ہوتی ہے جس وقت انسان کا آخرت کا عقیدہ بھی ٹھیک ہو۔

اس وقت ایمان کی قدر و قیمت اجاگر کرنے کی ضرورت ہے

تو عام مجلسوں میں گفتگو کرتے وقت جہاں آپ دوسری باتوں کا تذکرہ کریں یہ بات اچھی طرح سے واضح طور پر بیان کریں کہ ہم توحید کے قائل ہیں، ہم رسالت کے قائل ہیں، ہم بعث بعد الموت کے قائل ہیں اور بعث بعد الموت کی جو بات ہوگی اس میں کام آنے والی چیز صرف ایمان ہے تو آج چند پیسوں کی خاطر آج چند ٹکوں کی خاطر چند ٹکوں کے لیے نوکری حاصل کرنے کے لیے یا دنیا کا کوئی اور فائدہ حاصل کرنے کے لیے اپنے ایمان کو ضائع نہ کرو، اس نقطہ کو نوجوانوں کے سامنے اچھی طرح سے واضح کرنا چاہیے۔

اگر ایمان کی قدر و قیمت ان کے دل میں آئے گی تو پھر ان شاء اللہ کسی قسم کی گمراہی میں پھنس نہیں سکیں گے ورنہ ان کا کفر اور ان کے مقتدیٰ کا ذلیل انسان ہونا یہ تقریروں کے اندر اتنا واضح ہوگیا جس کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس پہلو کو سامنے رکھا جائے رکھنے کے بعد ایمان کی قدر و قیمت واضح کی جائے تو ان شاء اللہ العزیز یہ پہلو ایمان کی حفاظت کا ایک ذریعہ بن جائے گا، اور لوگوں کے دلوں میں ایمان کی قدر آئے گی یہ بتایا گیا ہے کہ زندگی چاہے لمبی سے لمبی ہو آخر ختم ہونی ہے اس زندگی کی راحت کو انسان سامنے رکھے اور آخرت کی راحت اور سکون کو انسان سامنے نہ رکھے تو یہ بہت خسارے کی بات ہے۔

قادیانیت سے زیادہ خطرناک فتنہ اور کوئی نہیں

اس لیے اللہ نے ہمیں توفیق دی اس بات کو سمجھنے کی کہ یہ دجال یہ کوئی ایک فتنہ نہیں ہے فتنے ہزاروں ہیں لیکن سب سے زیادہ خطرناک فتنہ جو قوم میں نکلا ہے وہ قادیانیت کا فتنہ ہے کیونکہ یہ مسلمان بن کر دوسرے مسلمانوں کو خراب کرتے ہیں ورنہ آپ جانتے ہیں کہ کوئی یہودی یہودی ہو کر، کوئی عیسائی عیسائی ہو کر، کوئی سکھ سکھ بن کر، کوئی ہندو ہندو بن کر۔

عام طور پر مسلمانوں کو گمراہ نہیں کر سکتا جب یہ دھوکہ دیتے ہیں تو مسلمان بن کر اندر گھس کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، اس لیے ان جیسوں کو پہچاننا اور ان سے خبردار کر کے رکھنا یہ ہم سب کا فرض ہے جس کے لیے یہ ساری کی ساری کوششیں کی جاتی ہیں، اللہ ہمیں اس فتنے سے بھی محفوظ رکھے اور بھی ارد گرد فتنے ہیں ایمان کو خراب کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو بھی ان فتنوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی جواں سال نواسی ۱۲ اکتوبر چھ بجے صبح نشتر ہسپتال ملتان میں انتقال کر گئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں خاندان کے علاوہ سینکڑوں لوگوں نے شرکت کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا نے مولانا شجاع آبادی سے تعزیت کرتے ہوئے مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

مولانا قاضی عزیز الرحمٰن انگویؒ کے جنازہ میں شرکت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے امیر مولانا قاضی عزیز الرحمٰن انگویؒ کے جنازہ میں مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے شرکت کی۔ قاضی صاحبؒ کے فرزند ارجمند اور جانشین مولانا قاضی شفیق الرحمٰن سے تعزیت کا اظہار فرمایا۔

امام عالی مقام حضرت حسینؓ اور واقعہ کربلا!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

امام عالی مقام حضرت حسینؓ شعبان المعظم ۴ھ میں پیدا ہوئے۔ رحمت دو عالم a نے آپ کا نام حسینؓ رکھا، شہد کھلایا، اپنی زبان مبارک سے لعاب دہن عطا فرمایا اور ان کا عقیقہ اور بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ آپؓ چھ سات سال حضور a کی تربیت میں رہے۔ رحمت عالم a کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ نے آپؓ کے ساتھ خصوصی لطف وکرم کا معاملہ فرمایا۔ حضرت فاروق اعظمؓ کے آخری دور خلافت میں آپ نے جہاد میں شرکت شروع فرمائی۔ حضرت عثمان غنیؓ کے گھر کا جب باغیوں نے محاصرہ کیا تو آپ حضرت عثمان غنیؓ کی حفاظت کے لئے اپنے والد محترم کی طرف سے مامور تھے۔

سیدنا علی المرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت امام حسینؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں دستبرداری کا اعلان کیا تو آپ نے بڑے بھائی کے فیصلہ کو تسلیم کیا۔ حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت امیر معاویہؓ نے یزید کو ولی عہد مقرر کر کے اس کے حق میں بیعت کے لئے کہا تو آپؓ نے فرمایا کہ آپؓ کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت پر اصرار کریں۔ ہم آپ کے سامنے تین صورتیں رکھتے ہیں جو آپ کے پیش رووں کی سنت ہے۔

۱...... آپ رسول اللہ a کی سنت کے مطابق خلافت کا فیصلہ رائے عامہ پر چھوڑ دیں۔

۲...... حضرت ابوبکرؓ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے کسی غیر رشتہ دار کو خلیفہ نامزد کردیں۔

۳...... حضرت فاروق اعظمؓ کے طرز عمل کے مطابق اہل لوگوں کی کمیٹی کے سپرد کردیں۔

مگر حضرت امیر معاویہؓ کا اصرار تھا کہ آپ لوگ مخالفت نہ کریں۔

حضرت امیر معاویہؓ کی وفات اور وصیت

حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے یزید کو کچھ وصیتیں کیں۔ ان میں ایک وصیت یہ تھی کہ اہل عراق حسینؓ کو تمہارے مقابل لانے کی کوشش کریں گے۔ اگر ان کے مقابلہ میں تم کامیاب ہوگئے تو قرابت رسول a کی وجہ سے ان سے درگذر کرنا۔ ان کا سب مسلمانوں پر حق ہے۔ (کامل ابن اثیر ج۴ ص۱)

یزید کا حاکم مدینہ کے نام خط

حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید نے حاکم مدینہ ولید ابن عقبہ ابن ابی سفیان کو خط لکھا کہ: ’’حضرت حسینؓ، عبداللہ ابن عمرؓ، عبداللہ ابن زبیرؓ کو بیعت کے لئے مجبور کرے اور ان کو مہلت نہ دے۔‘‘ چنانچہ ولید ابن عقبہ نے مذکورہ بالا حضرات سے بیعت کا تقاضا کیا اور یزید کا خط پڑھ کر سنایا۔ حضرت امام عالی مقام نے حضرت امیر معاویہؓ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ: ’’میرے جیسے آدمی کے لئے کہ خلوت میں پوشیدہ طور پر بیعت

کرنا مناسب نہ ہے۔ آپ سب کو جمع کر کے بیعت خلافت کا معاملہ ان کے سامنے رکھیں جو کچھ ہوگا سب کے سامنے ہو جائے گا۔'' تو حاکم مدینہ نے اس تجویز کو پسند کرتے ہوئے جانے کی اجازت دے دی۔

حضرت الامام اور ابن زبیر مکہ میں

حضرت امام اور حضرت ابن زبیر مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔ یزیدی لشکر نے تعاقب کیا۔ لیکن آپ مکہ پہنچ چکے تھے۔ جب حضرت الامام مکہ پہنچے تو اہل کوفہ کے وفود اور خطوط آنے شروع ہو گئے کہ کوفہ آپ کے والد محترم کا پایۂ تخت ہے۔ جس میں آپ کے ہزاروں جانثار موجود ہیں۔ ہم نے ابھی تک یزیدی گورنر کی اطاعت نہیں کی۔ آپ نے صورت احوال کی تحقیق وتفتیش کے لئے چچیرے بھائی حضرت مسلم ابن عقیل کو کوفہ روانہ کیا۔ جب مسلم کوفہ پہنچے تو ہزاروں لوگوں نے ان کا استقبال کیا اور انہیں مکمل تعاون کی یقین دھانی کراتے ہوئے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت مسلم ابن عقیلؓ نے حالات کو حوصلہ افزا قرار دیتے ہوئے درخواست کی کہ آپ کوفہ تشریف لے آئیں۔

حالات میں تغیر وانقلاب

یزید نے عبیداللہ بن زیادہ کو کوفہ کا حاکم مقرر کر کے لکھا کہ وہ فوراً کوفہ پہنچ کر مسلم ابن عقیلؓ کو گرفتار کر کے قتل کر دے یا کوفہ سے نکال دے۔ چنانچہ ابن زیاد نے کوفہ پہنچ کر سخت تقریر کی اور کہا کہ جو ان کی اطاعت کرے گا اسے اعزاز واکرام سے نوازا جائے گا اور جو سرکشی کرے گا اس کے ساتھ سختی کی جائے گی۔ عبیداللہ ابن زیاد کی تقریر سنتے ہی خطوط لکھنے والوں کے پتے پانی ہو گئے اور وہ جو چند روز پہلے سیدنا حسینؓ کی حمایت کا نعرہ لگانے والے تھے۔ یزید کے طرفدار بن گئے اور مخبری کر کے حضرت مسلم بن عقیل کو گرفتار کرا کر قتل کروا دیا۔ حضرت مسلم بن عقیل نے وصیت کی کہ حضرت امام عالی مقام کوفہ کا رخ نہ کریں۔ کیونکہ کوفی لاتعلق ہو چکے ہیں۔

مسلم بن عقیلؓ اور ابن زیاد میں مکالمہ

ابن زیاد نے کہا کہ مسلم تو نے بڑا ظلم کیا کہ مسلمان ایک نظم اور حکم پر متفق ہو چکے تھے۔ تو نے تفرقہ ڈالا۔ مسلم نے فرمایا کہ اہل کوفہ نے خطوط لکھے کہ تمہارے باپ (زیاد) نے نیک اور شریف لوگوں کو قتل کرایا اور یہاں کے لوگوں پر قیصر وکسریٰ کی طرح حکومت کرنا چاہی۔ اس لئے ہم مجبور ہوئے کہ ہم کتاب وسنت کا نظام عدل نافذ کریں۔ اس پر ابن زیاد اور زیادہ برافروختہ ہوا اور قصر امارت پر جا کر مسلم بن عقیلؓ کا سر دھڑ سے جدا کر کے انہیں نیچے پھینک دیا۔

حضرت الامام کا عزم کوفہ

اہل کوفہ کے وفود وخطوط اور مسلم بن عقیل کے پیغام سے آپ نے کوفہ کا عزم کر لیا۔ بہت سے حضرات نے حضرت الامام سے درخواست کی کہ آپ اہل کوفہ کی باتوں میں نہ آئیں اور کوفہ جانے کا ارادہ ملتوی کر دیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے بالاصرار درخواست کی کہ آپ کوفہ کا ارادہ چھوڑ دیں۔ کیونکہ اہل عراق وعدہ خلاف، عہد شکن اور بے وفا لوگ ہیں۔ ان کے جھانسے میں نہ آئیں اور اگر آپ عزم بالجزم (پختہ ارادہ) کر ہی چکے ہیں تو اپنے اہل وعیال کو ساتھ نہ لے جائیں۔ لیکن حضرت الامام چونکہ پختہ ارادہ فرما چکے تھے۔

آپ ذوالحجہ کی تیسری تاریخ کو مکہ مکرمہ سے کوفہ روانہ ہوگئے۔ راستے میں مرزوق نامی شاعر ملا۔ اس نے بھی اہل کوفہ کی بے وفائی کی عادت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ: ''اہل عراق کے قلوب آپ کے ساتھ ہیں اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ اور تقدیر آسمان سے نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔'' اس پر حضرت حسینؓ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو اور فرمایا کہ اللہ ہی کے ہاتھ میں تمام کام ہیں جو چاہتا ہے کرتا ہے اور ہمارا رب ہر روز نئی شان میں ہے۔ آپ کے چچیرے بھائی حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹوں کو تیز رفتار سواری کے ساتھ خط دے کر روانہ کیا اور مکہ مکرمہ واپسی کی استدعا کی اور لکھا مجھے آپ کی ہلاکت کا خطرہ ہے اور خوف ہے کہ آپ کے سب اہل بیت اور احباب کو ختم کر دیا جائے گا اور خدانخواستہ آپ شہید کر دیئے گئے تو زمین کا نور بجھ جائے گا۔ کیونکہ آپ مسلمانوں کے راہنما اور پیشوا ہیں۔ جلدی نہ کریں اس خط کے پیچھے میں خود بھی آ رہا ہوں۔ والسلام!

(تاریخ ابن اثیر)

ابن زیاد کی فوجی تیاری

چنانچہ ابن زیاد نے اپنے پولیس افسر حصین بن نمیر کو قادسیہ بھیجا کہ وہ مقابلہ کی تیاری کرے۔ راستے میں عبداللہ ابن مطیع ملے اور انہوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ ابن رسول اللہ ہیں۔ میں تمہیں عزت اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اس ارادے سے رک جائیں۔ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور حرمت قریش اور حرمت عرب کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ بنی امیہ سے اقتدار لینا چاہیں گے تو وہ آپ کو قتل کر دیں گے۔ آپ کوفہ ہرگز نہ جائیں اور اپنی جان کو بنی امیہ کے حوالے ہرگز نہ کریں۔ آپ کوفہ کو روانہ ہوگئے۔ راستے میں حضرت مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ کے اکثر رفقاء نے استدعا کی کہ اہل کوفہ سے خیر کی توقع نہ رکھیں اور واپس لوٹ جائیں۔ لیکن مسلم بن عقیل کے عزیزوں نے کہا کہ ہم مسلم کا انتقام لیں گے یا ان کی طرح اپنی جانیں قربان کر دیں گے تو آپ نے سفر جاری رکھا۔

حر ابن یزید ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ

آپ کا سفر جاری تھا کہ حر ابن یزید ایک یزید کا لشکر لے کر آ دھمکا اور اس نے مقابلہ پر پڑاؤ ڈال دیا۔ یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہوگیا تو آپ نے مؤذن کو اذان کا حکم دیا تو سب لوگ جمع ہوگئے تو آپ نے فریق مقابل کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے لوگو! میں اللہ تعالیٰ اور تمہارے سامنے یہ عذر رکھتا ہوں۔ میں نے اس وقت تک آنے کا ارادہ نہیں کیا۔ جب تک تمہارے بے شمار خطوط اور وفود میرے پاس نہیں پہنچے۔ میں تمہارے بلانے پر آ گیا ہوں۔ اگر تم اپنے وعدوں اور عہدوں پر قائم ہو تو میں کوفہ چلتا ہوں اور اگر تمہاری رائے بدل گئی ہے تو واپس چلا جاتا ہوں۔'' تقریر سن کر سب خاموش رہے تو مکبر نے تکبیر کی اور سب نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ حضرت الامامؓ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے فرمایا: ''اہل کوفہ نے ہمیں دھوکہ دیا اور ہمارے متبعین ہم سے پھر گئے۔ اب جس کا جی چاہے واپس ہو جائے۔ میں کسی کی ذمہ داری اپنے پر نہیں لینا چاہتا۔'' اس اعلان کے بعد بدوی لوگ دائیں بائیں ہوگئے۔ اب صرف وہی لوگ رہ گئے جو مکہ مکرمہ سے ساتھ آئے تھے۔ حر ابن یزید کی آمد کے بعد آپ

نے یکے بعد دیگرے کئی خطبے دیئے اور اپنا حق جتلایا اور خطوط وفود کا تذکرہ کیا۔ حر نے کہا کہ مجھے خطوط وفود کا کوئی علم نہیں۔ مجھے امیر کی طرف سے یہی حکم ہے کہ آپ کو کوفہ پہنچادوں اور اگر آپ ایسا کردیں کہ کوفہ اور مدینہ کے بجائے کسی اور طرف چلے جائیں تو میں ابن زیاد کو لکھتا ہوں تاکہ کوئی مخلص نکل آئے۔

طرماح ابن عدی کی آمد

طرماح ابن عدی کی قیادت میں چار آدمیوں کا مختصر قافلہ کوفہ سے آپ کے پاس آیا اور بتلایا کہ کوفے کے بڑے بڑے سرداروں کو رشوتیں دے کر اپنے ساتھ ملالیا گیا ہے۔ عوام کے دل آپ کے ساتھ اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں اور کوفہ سے ایک بڑا لشکر آپ کی طرف رواں دواں ہے۔ چنانچہ عمر ابن سعد کی قیادت میں چار ہزار نفوس پر مشتمل دوسرا لشکر بھی آن پہنچا اور عمر بن سعد نے پوچھا کہ آپ کس طرح آئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اہل کوفہ کو بلایا ہوا آیا ہوں۔ اگر اب ان کی رائے بدل گئی ہے تو واپس جانے کے لئے تیار ہوں۔ ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا کہ آپ واپس جانے کے لئے تیار ہیں۔

آپ کا پانی بند کردینے کا حکم

ابن زیاد نے جواب دیا کہ حسینؓ کے سامنے یہ بات رکھو کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ جب وہ ایسا کریں تو ہم غور کریں گے کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے اور عمر ابن سعد کو حکم دیا کہ آپ اور آپ کے رفقاء کا پانی بالکل بند کردو۔ یہ واقعہ آپ کی شہادت سے تین روز پہلے کا ہے۔ آپ کے رفقاء کا پانی بالکل بند کردیا گیا۔ آپ نے اپنے بھائی عباس ابن علیؓ کو تیس سواروں اور تیس پیادہ حضرات کے ساتھ بھیجا۔ مقابلہ کے بعد بیس مشکیزے پانی بھر کر لائے۔ عمر بن سعد سے ملاقات میں آپ تین تجاویز رکھیں۔

تین تجاویز

۱...... میں مکہ سے آیا ہوں وہیں واپس چلا جاؤں۔

۲...... میں یزید کے پاس پہنچ جاؤں اور اس کے ساتھ اپنا معاملہ طے کرلوں۔

۳...... مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد پر جانے دو۔

ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا تو ابن سعد اس سے متاثر ہوا۔ لیکن شمر لعین نے مخالفت کی اور کہا کہ حسینؓ آپ کے پاس آجائیں۔ آپ چاہیں تو سزا دیں اور چاہیں تو معاف کردیں۔ چنانچہ ابن زیادہ نے عمر بن سعد کو لکھا۔ میں نے تمہیں اس لئے نہیں بھیجا کہ تم جنگ سے بچو یا ان کی سفارش کرو۔ اگر حسینؓ اور ان کے ساتھی میرے حکم پر صلح کرنا اور میرے پاس آنا چاہتے ہیں تو ان کو صحیح سالم پہنچادو۔ ورنہ ان سے جنگ کرو اور یہاں تک کہ ان کو قتل کرو۔ مثلہ کرو۔ ان کو گھوڑوں کی ٹاپوں میں روندڈالو۔ اگر تم نے ہمارے حکم کی تعمیل کی تو ایک فرمانبردار کی طرح انعام ملے گا اور تعمیل نہیں کرتے تو ہمارے لشکر کو فوراً چھوڑ دو اور چارج شمر کے سپرد کردو۔ والسلام!

شمر یہ خط لے کر ابن سعد کے پاس پہنچا اور ابن زیاد کا حکم نامہ پہنچایا۔ جس کی اطلاع حضرت امام عالی

مقام کو دی گئی۔ آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ: ''اس ذلت سے موت بہتر ہے۔''

حضرت الامام کو خواب میں حضور a کی زیارت

حضرت الامام اپنے خیمہ کے سامنے تشریف فرماتھے کہ اونگھ آ گئی اور خواب میں رحمت عالم a کی زیارت ہوئی۔ آپ a نے فرمایا کہ: ''اب تم ہمارے پاس آنے والے ہو۔'' یہ محرم الحرام کی نو تاریخ تھی۔ آپ نے ساری رات الحاح وزاری، دعا واستغفار، تلاوت کلام پاک اور نوافل میں گذاری۔ نیز آپ نے اپنے رفقاء کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل ہمارا آخری دن ہے۔ میں سب کو خوشی کے ساتھ اجازت دیتا ہوں کہ رات کی تاریکی میں متفرق ہو جاؤ اور جہاں پناہ ملے چلے جاؤ اور میرے اہل بیت میں سے ایک ایک کا ہاتھ پکڑو اور مختلف علاقوں میں پھیل جاؤ۔ کیونکہ میرا طلب گار ہے وہ مجھے پائے گا تو دوسروں کی طرف التفات نہ کرے گا۔ یہ تقریر سن کر آپ کے تمام رفقاء نے کہا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ کو بے یار ومددگار چھوڑ کر چلے جائیں۔ آپ نے اپنی ہمشیرہ اور دوسری خواتین کو وصیت فرمائی۔

میری بہن میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میری شہادت پر تم کپڑے پھاڑنا اور نہ سینہ کوبی کرنا اور بلند آواز سے رونے اور چلانے سے بچنا۔ یہ فرما کر آپ باہر آ گئے اور پوری رات دعا واستغفار میں گذاری۔ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو عمر بن سعد کا لشکر سامنے آ گیا۔ حضرت حسینؓ کے ساتھ کل بہتر افراد تھے۔ تیس سوار اور چالیس پیادہ۔ آپ نے بھی مقابلہ کے لئے ساتھیوں کی صف بندی کی۔ عمر بن سعد نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کا امیر حر بن یزید کو مقرر کیا۔ حر نے اپنے گھوڑے کو ایڑی لگائی اور آپ کے ساتھ آ ملا اور اپنی غفلت کی معافی طلب کی۔

حضرت الامام کا لشکر سے خطاب

لوگو! میری بات سنو جلدی نہ کرو تاکہ میں حق نصیحت ادا کردوں۔ جو میرے ذمہ اور اپنے یہاں آنے کی وجہ بتلا سکوں۔ پھر تم اگر میرا عذر قبول کرو اور میری بات کو سچا جانو اور میرے ساتھ انصاف کرو تو اس میں تمہاری فلاح وسعادت ہے اور تمہارے لئے میرے قتال کا کوئی راستہ نہیں اور اگر تم میرا عذر قبول نہ کرو تم سب مل کر اپنا کام کرو اور اپنے شریکوں کو بھی جمع کرلو اور تمہیں کام میں کوئی شبہ نہ رہے اور جو چاہو میرے ساتھ کر گذرو اور مجھے مہلت نہ دو۔ آپ نے مزید بھی خطبے ارشاد فرمائے۔ جس میں اپنے خاندانی شرف وفضل کو بیان فرمایا اور آپ نے ایک ایک کر کے اہل کوفہ کے نام لئے اور ان کے خطوط کا تذکرہ فرمایا۔ اس کے بعد زہیر کھڑے ہوئے اور لوگوں کو نصیحت کی کہ آل رسول کے خون سے باز آ جائیں اور کہا کہ فاطمہ کا بیٹا سمیہ کے بیٹے (ابن زیاد) سے زیادہ محبت واکرام کا مستحق ہے۔ جب گفتگو طویل ہونے لگی تو شمر نے پہلا تیر ان پر چلایا۔ پھر حر ابن یزید آگے بڑھا اور اس نے حضرت حسینؓ کے فضائل ومناقب بیان کئے تو حر پر تیر اندازی شروع ہوگئی اور گھمسان کی جنگ ہوئی۔ کوفیوں کے بھی کافی آدمی مارے گئے اور حضرت الامامؓ کے بھی رفقاء ایک ایک کر کے شہید ہوتے گئے۔ اس کے بعد شمر لعین نے چاروں طرف سے حضرت حسینؓ اور ان کے رفقاء پر حملہ بول دیا۔ آپ کے ساتھی جس طرف رخ کرتے کشتوں کے پشتے لگ جاتے اور رفقاء حسین گھوڑوں سے اتر کر پیدل ہوگئے۔ حر بن یزید نے سخت قتال کیا۔ دشمنوں نے خیموں کو آگ لگانا شروع کر دی۔

نماز ظہر

حضرت الامام کے رفقاء اکثر شہید ہوچکے تھے اور دشمن کے دستے آپؓ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ ظہر کا وقت ہو چکا ہے۔ جنگ ملتوی کردو تاکہ ہم نماز ادا کرسکیں۔ ایسی گھمسان کی جنگ میں آپ کی بات کون سنتا۔ آپ نے صلوٰۃ الخوف ادا کی۔ حنفی حضرت حسینؓ کے سامنے کھڑے ہوکر تیر کھاتے رہے۔ یہاں تک کہ زخموں سے چور ہوکر گر گئے۔ زہیر بن القین نے آپ کی مدافعت میں زبردست قتال کیا۔ یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہوگئے۔ حضرت الامامؓ کے بڑے صاحبزادے حضرت علیؓ اکبر یہ شعر پڑھتے ہوئے آگے بڑھے:

انا علیؒ بن حسین ابن علیؓ نحن ورب البیت اولیٰ باالنبیؐ!

مرۃ بن المنقذ نے آگے بڑھ کر آپ پر تیروں کی بارش کردی۔ علی اکبرؓ شہید ہوگئے۔ آپ نے علی کی میت اٹھا کر خیمے کے قریب رکھ دی۔ قاسم بن حسینؓ بھی چچا پر قربان ہوگئے۔ اب آپ بے یارومددگار تنہا رہ گئے۔ جو آتا آپ کو دیکھ کر واپس ہوجاتا۔ یعنی قتل حسینؓ کا گناہ اپنے سر نہیں لینا چاہتا تھا کہ قبیلہ کندہ کا بدبخت مالک ابن غیر آگے بڑھا اور حضرت حسینؓ کے سر پر تلوار سے حملہ کردیا۔ آپ شدید زخمی ہوگئے۔ بنی اسد کے ایک بدنصیب نے عبداللہ ابن الحسین کو شہید کردیا۔ آپ پیاس کی شدت سے نڈھال ہوکر فرات کے کنارے جا پہنچے۔ تاکہ پانی پی سکیں۔ ظالم حصین ابن غیر آپ کے منہ کا نشانہ لے کر تیر پھینکا۔ جس سے آپ زخمی ہوگئے۔

حضرت حسینؓ کی شہادت

اس کے بعد شمر دس آدمی لے کر آپ کی طرف بڑھا۔ آپ جس طرف بڑھتے دشمن بھیڑ بکریوں کی طرف ادھر ادھر ہوجاتے۔ شمر نے یک بارگی حملہ کا حکم دیا تو بہت سے بدبختوں نے آپ پر تیروں اور نیزوں سے حملہ کردیا تو ابن بتول جگر گوشہ رسول a جرأت مندی کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! آپ کی پشت پر تیروں کے ۳۳ اور تلواروں کے ۳۴ زخم آئے۔

قادیانیت سے توبہ

شفقت حسین ولد فتح شیر قوم ورک ڈیرہ ورکاں والا، محسن رضا ولد فتح شیر۔ یہ دونوں حضرات ۲۱ ستمبر بروز جمعۃ المبارک کو دن تقریباً ایک بجے کے قریب مدرسہ تعلیم القرآن روڈہ تھل میں حاضر ہوئے جہاں پہلے ہی جامعہ ہذا کے مہتمم صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ خوشاب کے مبلغ مولانا محمد اسلم اور حلقہ بہاول پور سے مولانا محمد اسحاق ساقی کو مدعو کیا ہوا تھا۔ حضرات نے ان دونوں حضرات کے شکوک وشبہات جو حضور نبی اکرم a، ختم نبوت اور حیات مسیح علیہ السلام کے متعلق تھے۔ دور فرمائے اور قادیانیت کے دجل وفریب کو واضح فرمایا۔ اس کے بعد مولانا محمد اسحاق ساقی نے مہتمم صاحب کو فرمایا کہ آپ ان کو کلمہ توحید پڑھا کر ایمان جیسی عظیم دولت ان کے سینوں میں پیوست کریں۔ مہتمم صاحب نے ایمان مجمل، مفصل، کلمہ شہادت پڑھا کر ان کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائیں۔ آمین!

مسلمان سربراہان مملکت بالخصوص صدر پاکستان توجہ فرماویں!

توہین رسالت دہشت گردی ہے

شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق مدظلہ!

تقریباً وقتاً فوقتاً سربراہان مملکت اعلان کرتے رہتے ہیں کہ دہشت گردی روکیں گے، دہشت گردی جڑ سے اکھیڑ دیں گے دہشت گردی ختم کرنے میں ایک دوسرے کا تعاون کریں گے۔ خصوصاً صدر مملکت جہاں کہیں بھی دورے پر گئے مشترکہ اعلامیہ میں کہا گیا کہ دہشت گردی ختم کرنے میں ایک دوسرے کا تعاون کریں گے۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دہشت گردی کی وضاحت نہیں کی جاتی کہ دہشت گردی کیا ہے حتیٰ کہ اعلان مکہ میں بھی دہشت گردی کی وضاحت نہیں کی گئی۔ بظاہر ان کے نزدیک دہشت گردی یہ ہے کہ امریکہ مخالف جہادی تنظیمیں دہشت گرد ہیں یا جو بھی امریکہ مخالف ذہن رکھتا ہے وہ دہشت گرد قرار دیا جاتا ہے اور اس کو القاعدہ کا ساتھی قرار دے کر امریکہ کے حوالے کیا جاتا ہے یا منظر سے غائب کر دیا جاتا ہے جس کا کسی کو بھی علم نہیں ہوتا کہ وہ زندہ ہے یا مردہ؟ اپنے ملک میں ہے یا کسی دوسرے ملک کے حوالے کر دیا گیا اس سے زیادہ ان سربراہان کے نزدیک دہشت گردی کا کوئی تصور نہیں ہے اس لئے کہ ہمارے سربراہان مرعوب ہونے کی وجہ سے امریکہ کی بتلائی ہوئی دہشت گردی کو دہشت گردی کہتے ہیں۔

دہشت گردی کی تعریف!

دہشت گردی یہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور فارسی کی مشہور لغت غیاث اللغات صفحہ 219 پر دہشت کا معنی لکھا ہے حیرت وسراسیمگی اور صفحہ 267 پر سراسیمہ کا معنی شوریدہ یعنی پریشان لکھا ہے۔ اسی طرح عربی لغت مصباح اللغات صفحہ 239 پر دھشا کا معنی متحیر ہونا لکھا ہے۔ لغت کی ان دونوں کتابوں سے معلوم ہوا کہ دہشت کا معنی ہے حیرانی، پریشانی، مدہوشی اور دہشت گرد کا معنی ہے حیرانی، پریشانی اور مدہوشی پھیلانے والا۔ لہٰذا ہر وہ شخص دہشت گرد کہلائے گا جو انسانوں کو پریشانی میں مبتلا کرتا ہے اور امن عامہ کو نقصان پہنچاتا ہے جس سے عوام پریشان ہو جاتی ہے۔ دہشت گرد اپنی قوت کے ذریعے دوسرے کی رائے بدل دیتا ہے اسی طرح جو بھی شخص انسانوں کی قیمتی چیزوں کا نقصان کرے وہ دہشت گرد ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے اسی دہشت گردی کو روکنے کے لئے ایک اصول تجویز فرمایا ہے (المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ) یعنی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں۔ گویا کہ دہشت گردی کی ابتداء زبان اور ہاتھ سے ہوتی ہے اگر ابتدائی مرحلہ میں ہی روک دی جائے تو ملک میں امن وسلامتی پھیلتی ہے کہ اسلام نام ہی امن وسلامتی کا ہے۔ سب سے پہلے انسان زبان سے گالی اور ہاتھ سے تھپڑ اور مکے کے ذریعے دوسرے کو پریشان کرتا ہے اگر اس پر ابتداء میں ہی قابو پالیا جائے تو دہشت گردی ابتداء میں ہی ختم ہو جاتی ہے۔

ہاتھ کی دہشت گردی پروان چڑھتی ہے تو دوسروں کے مال کی چوری کرنا، ڈاکے ڈالنا، قتل کرنا، دوسرے کے

گھر طاقت کے زور سے گھس جانا، دوسرے کے گھر یا زمین پر قبضہ کر لینا جیسے جرائم سرزد ہوتے ہیں جس سے لوگ پریشان ہوتے ہیں اور امن عامہ خطرے میں پڑ جاتا ہے اسی بناء پر اگر کوئی ملک دوسرے ملک پر چڑھائی کر دیتا ہے تو بڑے درجہ کی دہشت گردی شمار ہوگی جیسا کہ امریکہ افغانستان میں گھس کر یا پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ڈرون حملوں کے ذریعے اور اسی طرح انڈیا، کشمیر میں گھس کر دہشت گردی کر رہے ہیں اور کوئی ملک بھی ان کو روکنے کی بات نہیں کر رہا۔

ایسے ہی جب زبان کی دہشت گردی پروان چڑھتی ہے تو الزام لگا کر یا جھوٹا مقدمہ درج کروا کے یا جھوٹی گواہی دے کے یا جھوٹی تہمت لگا کر لوگوں کو پریشان کرتی ہے اور امن عامہ کو تباہ کرتی ہے اس کا سد باب کرنے کے لئے اسلام نے تعزیر اور زنا کی تہمت (چونکہ سنگین دہشت گردی ہے اس لئے اس) کی سزا اسی کوڑے مقرر کی ہے تا کہ امن عامہ میں خلل نہ آئے اور نقض امن نہ ہو جب سے کافروں کا مسلمان ملکوں پر تسلط ہوا ہے اس وقت سے کفار نے اسلحہ کے زور پر مسلمان ملکوں میں دہشت گردی پھیلا رکھی ہے اسی طرح سے انہوں نے زبان کی دہشت گردی کو انتہا تک پہنچا کر سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جو کہ تمام مسلمانوں کے لئے پریشانی کا سبب ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین اتنی سنگین دہشت گردی ہے کہ ہر مسلمان محبت رسول ﷺ کی وجہ سے نا قابل برداشت اذیت محسوس کرتا ہے یہاں تک کہ توہین کرنے والے کو مارنے کے لئے بھی تیار ہو جاتا ہے۔

ایک ضابطہ ملحوظ رہے کہ دوسرے کی جان، مال، عزت پر حملہ کرنے والا دہشت گرد ہے اور ان چیزوں کی حفاظت کرنے والا مجاہد کہلاتا ہے اگر ان چیزوں کو بچاتا ہوا مارا جائے تو شہید کہلاتا ہے اس لئے جو ناموس رسالت پر حملہ کرتا ہے وہ دہشت گردی کرتا ہے اور جو اس کی پاسبانی کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید کہلاتا ہے۔ اس سے دو امر ثابت ہوئے:

۱...... کسی کی جان، مال اور عزت پر حملہ کرنے والا دہشت گرد ہے۔

۲...... دہشت گردی کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا جانے والا شہید ہے اور ردعمل میں دہشت گرد کو مارنے والا مجاہد ہے دہشت گرد نہیں۔

حضور ﷺ کی توہین کرنے والا دہشت گرد ہے!

۱...... حضور ﷺ کی توہین کرنے والا ایک شخص کو نہیں بلکہ کل امت مسلمہ کو پریشانی میں مبتلا کرنے والا ہے لہٰذا یہ سب سے بڑا دہشت گرد ہے۔

۲...... حضور ﷺ کو ایذا پہنچانے والا قرآن پاک کی رو سے واجب القتل ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ترجمہ: ''بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان کے لئے دنیا میں اور آخرت میں اللہ کی طرف سے لعنت ہے اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔'' دنیا میں لعنت کا مطلب یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے گا لہٰذا یہ جرم قابل قتل ہوا تو ایسے مجرم کو دہشت گرد قرار دیا جائے گا جس کا مرتکب قابل قتل ہو۔

۳...... جس کاروائی کے ردعمل میں قتل کا حکم ہو وہ دہشت گردی ہے اور توہین رسالت مآب ﷺ کے ردعمل میں قتل کرنے کے واقعات معروف ہیں مثلاً متحدہ ہندوستان میں غازی علم الدین شہیدؒ اور پاکستان سندھ میں حاجی مانک اور غازی علم دین شہیدؒ کے قصے معروف ہیں۔

۴...... جس ذات کی عزت پر مسلمان جان، مال اور اولاد قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اس کی توہین کا بدلہ لینے کے لئے تمام مسلمان اپنی جان، مال، اولاد اور عزت قربان کرنے کے لئے تیار ہیں اس لئے توہین رسالت کو سب سے بڑی دہشت گردی قرار دیا جائے گا۔

۵...... اسلام میں ڈاکہ، قتل، زنا کی سزا قتل ہے اور تمام اقوام ڈاکو، قاتل، زانی کو دہشت گرد قرار دیتی ہیں اسی طرح اسلام میں توہین رسالت ﷺ موجب قتل جرم ہے لہٰذا اس کو بھی دہشت گردی قرار دیا جائے گا۔

خلاصہ...... توہین رسالت دہشت گردی ہے اور حالیہ احتجاجات کو تمام مسلمان ملکوں کی عوام میں پریشانی، بے قراری کے پیدا ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

مسلمان سربراہوں سے درخواست !

۱...... اپنے تمام ملکوں میں عدالتوں کے ذریعے قانون پاس کروائیں کہ توہین رسالت کرنے والا دہشت گرد ہے اور تمام مسلمان عدالتیں اس توہین رسالت کرنے والے کو دہشت گردی قرار دیں نیز اقوام متحدہ سے بھی توہین انبیاء علیہم السلام کو دہشت گردی قرار دلایا جائے۔

۲...... تمام مسلمان سربراہ اعلان کریں کہ توہین رسالت کرنے والا ہمارے قانون کی رُو سے دہشت گرد ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔ لہٰذا توہین رسالت کرنے والے مجرم کو ہمارے حوالے کیا جائے۔

۳...... جب تک یورپی ممالک ان دہشت گردوں کو مسلم سربراہوں کے حوالے نہ کریں اس وقت تک تمام مسلمان سربراہ کسی مجرم کو ان کافروں کے حوالہ نہ کریں۔

۴...... تمام مسلمان سربراہ اعلان کریں کہ آزادئ رائے کی آڑ میں توہین رسالت کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

☆...... کیا آزادئ رائے کی آڑ میں حکومت کے خلاف بغاوت کی اجازت دی جاسکتی ہے؟

☆...... کیا آزادئ رائے کی آڑ میں بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کی جاسکتی ہے؟

☆...... کیا آزادئ رائے کی آڑ میں حضرات انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم السلام کی توہین کی اجازت دی جاسکتی ہے؟

☆...... کیا آزادئ رائے کی آڑ میں صدر مملکت کو گالیاں دی جاسکتی ہیں؟

اسلام میں دہشت گردی کی انتہاء یہ ہے کہ محمد ﷺ کی ناموس پر حملہ کر کے اس کی توہین کی جائے اسلام میں اس کی سزا قتل ہے اور یہ ناقابل معافی جرم ہے۔ اس لئے مغرب کی پیروی میں جو مسلمان کہلانے والے سرکاردو

عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں یا غیر مسلم اقلیت کے جو افراد سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں اسلام نے ان کی سزا قتل رکھی ہے اور اس قانون کا نام ہے: ”قانون تحفظ ناموس رسالت“

اب جو مرد یا عورت قانون تحفظ ناموس رسالت میں ترمیم کرنا چاہے یا ختم کرنا چاہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ توہین رسالت کا دروازہ کھولنا چاہتا ہے اور وہ بھی سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین کا مرتکب ہو کر دہشت گردی پھیلانا چاہتا ہے جس سے تمام مسلمان پریشان اور اذیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس قانون کا استعمال غلط ہوتا ہے تو اس کا یہ حل نہیں کہ اس قانون کو ختم کر دیا جائے بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مقدمہ درج کرنے کے طریقہ کار ہی ایسا اختیار کیا جائے جس میں یہ شبہ ہی نہ رہے کہ اس قانون کا استعمال غلط ہوا ہے اور اگر بالفرض آپ کے نزدیک اس کا یہی ایک حل ہے کہ اس قانون کو ختم کر دیا جائے تو پھر جتنے بھی قوانین کا غلط استعمال ہوتا ہے ان سب کو ختم کرنا پڑے گا مثلاً چوری, زنا, ڈاکہ, اور زمین کے جھوٹے مقدمے درج کرائے جاتے ہیں اور غریب طبقہ کا استحصال کیا جاتا ہے اور ماورائے قانون یہ سب کچھ ہوتا ہے ان قوانین کو بھی پھر ختم کر دیا جائے۔

اب ذمہ داری پارلیمنٹ پر ہے کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین کو دہشت گردی کے زمرے میں لائے۔ عدلیہ کی ذمہ داری یہ ہے کہ جیسے خودکش حملہ کرنے والا, بم دھماکہ کرنے والا, قتل کرنے والا, ڈاکہ ڈالنے والا دہشت گرد ہے ایسے ہی توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والا دہشت گرد ہے عدالت توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے کو دہشت گرد قرار دے نہ یہ کہ توہین رسالت کے مرتکب کو قتل کر کے ناموسِ رسالت پر فدا ہونے والے کو دہشت گرد قرار دے۔

اس تفصیل کو جاننے کے بعد سوچنے کی بات یہ ہے کہ شیریں رحمن نے قانون تحفظِ ناموسِ رسالت میں ترمیم کا بل پیش کر کے کسی دہشت گردی کا ارتکاب تو نہیں کیا تھا؟ جس سے سارے مسلمان پریشانی میں مبتلا ہوئے۔ اور اسی طرح عاصمہ جہانگیر نے سرکار دو عالم ﷺ کی توہین کر کے دہشت گردی نہیں پھیلائی تھی؟ جس کے نتیجہ میں پارلیمنٹ کے ارکان نے قانونِ تحفظ ناموس رسالت کا بل پاس کر کے قانون بنایا تھا اور وہ اس پر قائم ہے اس نے ابھی تک توبہ نہیں کی۔ ایسے ہی پچھلے دنوں جب تحفظ ناموسِ رسالت کے لئے ملک گیر ہڑتال کی گئی تو عاصمہ جہانگیر نے یہ بیان دیا کہ ملا ڈنڈے کے زور پر ہڑتال کرا سکتا ہے لیکن دل نہیں جیت سکتا اور اس نے سڑکوں پر دہشت گردی پھیلائی ہے کیا یہ بیان دہشت گردی نہیں؟

یہ دونوں مستورات جو کہ عملاً مکشوفات ہیں اس قانون کو ختم کرانے کی سعی لاحاصل کر کے دہشت گردی تو نہیں پھیلا رہیں؟ ایسے ہی ان کو مملکت میں اعلیٰ مناصب دے کر ملک کے سربراہان دہشت گردی کرنے والوں کی سرپرستی تو نہیں کر رہے؟۔

تنگ نظر کون ...... مسلمان یا مغربی اقوام!

محمد متین خالد!

صاحبان علم ودانش کا کہنا ہے کہ مغرب، دین اسلام کے حوالے سے احساسِ کمتری اور خوف کا شکار ہے۔ اپنی عالمگیر سچائیوں کی بدولت دین اسلام مغرب کے ہر گھر پر ہی نہیں ہر دل پر بھی دستک دے رہا ہے اور خوشبو کی طرح پھیلتا ہی چلا جارہا ہے۔ اپنے دفاع کے لیے مغرب کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ اب ان کے تھنک ٹینکس نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اسلام کی ہر دلیل کا جواب گالی سے دیں گے۔ یورپی اخبارات ورسائل میں گاہے بگاہے حضور نبی کریم حضرت محمد a کے حوالے سے شائع ہونے والے مضامین اور خاکے اسی ناپاک منصوبے کا حصہ ہیں۔ ان بزرجمہروں کو معلوم نہیں کہ اس سے شانِ رسالتؐ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے برعکس ان کا اپنا ہی خبث باطن دوسروں کے سامنے آشکار ہوجاتا ہے۔ ایسی گھٹیا اور مذموم حرکتیں دین اسلام کا راستہ نہیں روک سکتیں۔ بلکہ یہ اپنی آفاقی سچائیوں کے سبب تیزی سے بلندی کی منازل طے کررہا ہے۔

کئی سال پیشتر ملعون پادریوں کے ایک گروہ نے قرآن مجید کے خلاف بنائی جانے والی دل آزار فلم ’’فتنہ‘‘ انٹرنیٹ پر ریلیز کی جس میں مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن مجید کی تضحیک اور اس کی پاک تعلیمات کا مذاق اڑاتے ہوئے اسے دہشت گردی کا منبع قرار دیا۔ پادریوں کی اس ناپاک جسارت سے ہر مسلمان خون کے آنسو روتا رہا۔

[redacted]

کا نشان گلے میں ڈال کر برسرعام پھریں یا سینے پر کراس بنانے کے لیے انگلیاں گھمائیں تو اسے ہرگز ناروا نہیں سمجھا جاتا لیکن ایک مسلمان کو دینی وشرعی صورت اور اعمال پر قابل اعتراض قرار دیا جاتا ہے۔ چرچ کی عمارت پر گھنٹیاں بجیں تو درست ہیں۔ مگر مسجد سے اذانوں کی آوازیں بلند کی جائیں تو اسے سماعت پر بوجھ اور نیند کش کہا جاتا ہے۔ جب ایک مغربی عورت ملازمت کرنے کے بجائے اپنے خاوند اور بچوں کی خاطر ایک گھریلو عورت کا کردار ادا کرتی ہے تو پورا معاشرہ اس کی تحسین کرتا ہے کہ اس نے اپنے گھر کے لیے خارجی زندگی کی قربانی دی ہے۔ مگر جب ایک مسلمان عورت ایسا کرتی ہے تو اس پر زبردست تنقید ہوتی ہے کہ اسے گھٹن کے ماحول سے باہر نکلنا چاہیے۔ کیونکہ اسے آزادی کی ضرورت ہے۔

مغرب میں نوجوان لڑکی کو مکمل آزادی اور حقوق حاصل ہیں کہ وہ یونیورسٹی یا کالج میں اپنی مرضی کا لباس پہنے، چہرے اور بازوؤں پر نقش ونگار بنوائے۔ لیکن جب ایک مسلمان لڑکی حجاب پہن کر کالج جاتی ہے تو اس کا مکمل بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے۔ مغرب میں جب ایک بچہ کسی خاص موضوع کے لیے خود کو مخصوص کر دیتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ اس کی ذہانت اور Potential کا بین ثبوت ہے۔ لیکن جب ایک مسلمان بچہ خود کو اسلام کے لیے وقف کر دیتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنا مستقبل تباہ کر لیا ہے۔ جب ایک یہودی کسی کو قتل کرتا ہے تو یہ اس کا ذاتی فعل قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جب ایک مسلمان اپنے دفاع میں کسی کو قتل کر دیتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس نے اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر ایسا کیا ہے۔ جب کوئی یہودی کسی کی خاطر خود کو تیاگ دیتا ہے تو ہر شخص اس کے کردار کی تعریف کرتا ہے۔ لیکن جب کوئی فلسطینی مسلمان اسرائیلی فوج سے اپنے بیٹے کو بچانے کے لیے ایسا کرتا ہے تو اس کے بھائیوں کے بازو توڑ دیے جاتے ہیں۔ اس کی والدہ کی عزت لوٹ لی جاتی ہے، اس کے گھر کو تباہ کر دیا جاتا ہے اور اسے دہشت گرد قرار دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹارچر سیل میں بھیج دیا جاتا ہے۔

اس کے باوجود مغرب کو یہ زعم ہے کہ وہ انتہائی تہذیب یافتہ اور رواداری کا عالمی چمپئن ہے۔ ان دوغلے اور دوہرے معیار اور سلوک کی نہ جانے کتنی مثالیں ہیں جو ان ملکوں میں نمایاں نظر آتی ہیں۔ جو انسانی آزادی، انسانی حقوق اور آزادی اظہار کے علمبردار کہلاتے ہی نہیں، دعویدار بھی بنتے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ مغرب گستاخی رسول a کو آزادیٔ اظہار سے تعبیر کرتا ہے۔ لیکن اس کے ہاں کسی شخص کو یہ جرأت نہیں کہ وہ ہولوکاسٹ پر ایک لفظ بھی ادا کر سکے۔ ہولوکاسٹ کا مفہوم یہ ہے کہ یہودیوں نے یہ پروپیگنڈہ کیا تھا کہ دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر کے دور اقتدار میں پولینڈ کے شہر شوٹز میں بنائے گئے گیس چیمبرز میں تقریباً 60 لاکھ یہودیوں کو قتل کیا گیا۔ اس بنیاد پر یہودیوں نے مطالبہ کیا تھا کہ انہیں ایک الگ ملک دیا جائے۔ اس پروپیگنڈہ کے نتیجہ میں اُن کو اسرائیلی ریاست الاٹ کر دی گئی۔ بعد میں تحقیق ہوئی تو یہودیوں کا دعویٰ سراسر جھوٹا نکلا۔ تب یہودیوں نے ایک قانون بنوا دیا کہ ہولوکاسٹ کی مبینہ صداقت کو کہیں بھی چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ جو شخص ہولوکوسٹ کے جھوٹ پر تحقیق کرے گا۔ وہ قابل گردن زدنی ہو گا۔

چند سال پیشتر معروف تاریخ دان ڈیوڈ ارونگ (David John Cawdell Irving) کو آسٹریا

کی عدالت نے محض اس لیے تین سال کی سزا سنا ڈالی کہ اُس نے صرف اتنا کہا تھا کہ ہولو کاسٹ میں یہودیوں کے قتل کی تعداد اتنی نہیں جتنی مبالغہ آرائی کی جاتی ہے۔ امریکا میں ہٹلر کا نشان Swastika شائع یا کسی جگہ پینٹ کرنا بھی صریح جرم ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں مغرب کی آزادیٔ اظہار کہاں چلی جاتی ہے؟

...جی کس عنوان امریکی پادری ٹیری جونز اور اس نے ساکی ... چند ماہ بیشتر امریکی ریاست فلوریڈا کے آئیل ج

رخصت ہو چکا ہے۔ اس لیے کہ جس کلام مقدس و مطہر نے حضرت بی بی مریم علیہا السلام کی پاکدامنی کی گواہی دی۔ جس عظیم کتاب نے یہودیت کی طرف سے بی بی مریم علیہا السلام پر لگائے جانے والے الزامات اور بہتانوں کا دفاع کیا۔ جس کلام الٰہی نے ان کو صدیقہ کے لقب سے نوازا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی مکمل تفصیلات کو بیان کیا اور گہوارے میں ہوتے ہوئے ان کا اقرار (کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ مجھے اللہ نے کتاب دی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے منصب نبوت عطا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بابرکت بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی) تفصیل سے ذکر کرکے دنیائے عیسائیت پر عظیم احسان کیا ہے۔

حقیقت واقعہ یہ ہے کہ اگر قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کی عفت، پاکدامنی اور پاکیزگی کی صفائی اور گواہی نہ دیتا تو عیسائی دنیا قیامت تک یہودیوں کے پروپیگنڈوں کے سامنے شرمندگی سے سر نہ اٹھا سکتی تھی اور نہ ہی ان کے اتہامات اور الزامات کا دفاع کر سکتی تھی۔ لیکن قرآن کریم نے نہ صرف یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اولوالعزم اور برگزیدہ نبی ہونے کی تصدیق کی۔ بلکہ یہودیوں کی جانب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام پر لگائے جانے والے تمام اتہامات اور الزامات کا منہ توڑ جواب بھی دیا۔ لیکن یہ ملعون، ناپاک اور بدبودار عیسائیت کے نام نہاد پیروکار، غلیظ و پلید پادری پھر بھی اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

ملعون پادری ٹیری جونز کا لوگوں کو اس شرمناک فعل اور مذموم حرکت میں شرکت کے لیے دعوت نامے تقسیم کرنا، امریکی مقامی انتظامیہ کا مجرمانہ خاموشی اختیار کرنا اور ان ناپاک پادریوں کو اس گھناؤنی حرکت سے باز رکھنے کے لیے موثر اقدامات نہ کرنا، اور اس کے بعد امریکی کانگریس کی کمیٹی کا مسلمانوں میں دہشت گردی کے رجحانات کے جائزے کے نام پر متعصبانہ سماعت کرنا۔ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ مسلمانوں کو مذہبی تنگ نظری اور عدم برداشت کا طعنہ دینے والے خود تشدد پسند، برداشت سے عاری اور متعصب ہیں۔ ورنہ بتلایا جائے کہ جو امریکہ اور اس کے حواری پاکستان میں کسی خودساختہ واقعے پر مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کی مذمت کرتے دیر نہیں لگاتے۔ انہوں نے ان پلید پادریوں کی اس ناپاک جسارت کو ابھی تک مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کیوں قرار نہیں دیا؟۔

الحمدللہ! مسلمان جس طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس طرح تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم و تکریم اور عزت و حرمت کو بھی فرض گردانتے ہیں۔ مسلمان جس طرح قرآن کریم کا ادب و احترام کرتے ہیں۔ اسی طرح تورات، انجیل اور زبور کا ادب کرنا بھی اپنے اوپر لازم، فرض اور ضروری قرار دیتے ہیں۔ مسلمانوں کے نزدیک جس طرح کسی نبی کی ادنیٰ توہین یا تنقیص سے کفر لازم آتا ہے۔ اسی طرح کسی نبی پر نازل شدہ کتاب یا صحیفہ کے انکار، توہین یا تنقیص سے بھی آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جائے کہ متعصب، متشدد اور مذہبی تنگ نظر مسلمان ہیں یا یہ مغربی اقوام؟۔

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

حیات وخدمات!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کا شمار آل انڈیا مجلس احرار اسلام کی صف دوم کے لیڈروں میں ہوتا ہے۔ایک زمیندار گھرانے کا فرد...... ماں باپ کا اکلوتا بیٹا...... ملتان کے پسماندہ قصبہ شجاع آباد کا نوجوان عالم دین جب امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے دست حق پرست پر بیعت کرتا ہے۔ بخاریؒ کی تعلیم وتربیت نے کلکتہ، بمبئی، بنارس، سہارنپور، دیوبند، بہار، میرٹھ، کراچی، لاہور، پشاور، بنگال کے عظیم تہذیبی اور ثقافتی مراکز میں عظیم الشان کانفرنسوں سے خطاب کا اہل بنادیا گیا۔ ان کانفرنسوں کی نوعیت عام تبلیغی واصلاحی جلسوں کی نہیں ہوا کرتی تھی۔ بلکہ یہ کانفرنس ہندوستان کے مستقبل کے مسائل پر غور وفکر کرنے، برٹش گورنمنٹ سے ٹکر لینے اور بین الاقوامی سیاسی الجھنیں دور کرنے کے لئے منعقد ہوتی تھیں۔ جن میں برصغیر پاک وہند کے نامور راہنما حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، علامہ سید سلیمان ندوی، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا ظفر علی خان، مہاتما گاندھی، سبھاش چندر ایسی قومی شخصیات خطاب کرتیں۔ وہاں شجاع آباد کا یہ نوجوان بھی گرجتا اور برستا۔ غرضیکہ شاہ جیؒ کی تربیت نے انہیں کندن بنادیا۔

زندگی کے مقاصد

قاضی صاحبؒ کی زندگی کے بھی ان کے استاذ ومربی کی طرح دو مقاصد تھے۔

۱...... ہندوستان سے انگریزوں کا مکمل انخلاء اور ہندوستان کی آزادی۔

۲...... عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت۔

قوت مقتدرہ کو قادیانیت سے آگاہ کرنے کے لئے ملاقاتیں

قاضی صاحب کو اللہ پاک نے گفتگو کرنے اور ٹیبل ٹاک میں مہارت کاملہ سے نواز رکھا تھا۔ آپ نے ملک کے تین وزراء اعظم جناب لیاقت علی خان، خواجہ ناظم الدین، چوہدری محمد علی سمیت مرکزی وزراء سردار عبدالرب نشتر، سردار بہادر خان، لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس منیر احمد ایسے بیسیوں راہنماؤں، وزیروں، ججوں سے ملاقاتیں کیں اور انہیں باور کرایا کہ عقیدۂ ختم نبوت کسی دینی وسیاسی جماعت، مکتب فکر اور مسلک کا عقیدہ ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے۔ یہ دین اسلام کی بنیاد ہے۔ مملکت خداداد میں جتنی تحریک عقیدۂ ختم نبوت کی گئی ہے۔ اتنا کسی ملک میں نہیں کی گئی۔ قاضی صاحب نے حکمرانوں اور افسران بالا کو قادیانیت کے فتنہ سے کیسے آگاہ کیا۔ چنانچہ منیر انکوائری رپورٹ میں ہے۔

’’پہلا شخص جس نے خواجہ ناظم الدین وزیراعظم کی توجہ قادیانیت کی سنگینی کی طرف مبذول کرائی۔ وہ قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ تھا۔ قادیانیت کی مخالفت اس کی زندگی کا واحد مشن معلوم ہوتا ہے۔ وہ جہاں کہیں جاتا ہے اپنے ساتھ ایک چوبی صندوق ساتھ لے جاتا ہے۔ جس میں احمدیوں اور احمدیوں کے خلاف لٹریچر بھرا ہوتا ہے۔ زیادہ اہم سیاسی واقعات کا ذکر تو درکنار پاکستان یا کسی اور شخص کو کوئی آفت پیش آجائے۔ کوئی افسوسناک واقعہ رونما ہوجائے۔ قائدملت قتل کردیئے جائیں یا ہوائی جہاز گر پڑیں۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے نزدیک وہ احمدیوں کی سازش کا نتیجہ ہوتا ہے۔‘‘ (رپورٹ تحقیقاتی عدالت فسادات پنجاب ۱۹۵۳ء ص ۱۲۷)

چنانچہ ایسی ہی ایک ملاقات وزیراعظم خواجہ ناظم الدین سے ہوئی، کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

’’۳؍مارچ ۱۹۵۲ء کو خواجہ ناظم الدین سے ملے۔ شجاع آبادی کا چوبی صندوق ساتھ تھا۔ اس نے صندوق میں سے کچھ قادیانی لٹریچر نکالا۔ جس کو پڑھ کر خواجہ ناظم الدین سخت پریشان ہوئے۔‘‘ (ایضاً رپورٹ ص ۱۲۷)

باغ و بہار شخصیت کے مالک

قاضی صاحب باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔ ہر ملنے والے فرد کو مسکرا کر ملتے کہ اس کے دل میں گھر کرلیتے۔ جہاں بیٹھتے مجلس زعفران بن جاتی۔ جب وہ کسی مجلس میں تشریف لاتے تو: ’’وہ آگئے تو ساری بہاروں پہ چھاگئے‘‘ والا معاملہ ہوتا اور کسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تو: ’’تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے‘‘

آپ اجلی شخصیت کے مالک تھے۔ ہمیشہ صاف ستھرا اور اجلا لباس زیب تن فرماتے۔ اچھا کھانا کھاتے، خوبصورت اور صاف ستھرا لباس پہنتے، ہر وقت خوشبو میں معطر رہتے۔ ان کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ والدین کی خدمت عبادت سمجھ کر کرتے۔ والدہ محترمہ کے لئے خادمہ کا انتظام کیا۔ صرف خادمہ ہی نہیں بلکہ اس کے خاندان کی کفالت فرماتے۔ خوش طبع انسان تھے۔ خود بھی خوش رہتے دوسروں کو بھی خوش رکھتے۔ سوال کرنے والے کو خندہ پیشانی سے جواب دیتے۔ حاضر جوابی میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ بزرگوں کی عظمت، ہمعصروں سے محبت اور نوجوانوں سے شفقت سے پیش آتے تھے۔ اپنے اساتذہ کرام کا بہت احترام کرتے تھے۔ آپ سرور کائنات a کے عاشق صادق تھے۔ عشق رسول آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

مجلس احرار اسلام

۱۹۲۹ء میں مجلس احرار اسلام کی بنیاد رکھی گئی۔ قیام احرار کے دو سال بعد آپ ۱۹۳۱ء میں مجلس احرار اسلام میں شامل ہوگئے اور لاہور سے راولپنڈی تک اور امرتسر سے گورداسپور تک کی ابتدائی مجالس کے قیام میں بھرپور حصہ لیا۔ احرار کی تمام تحریکوں میں شامل رہے۔ آپ چھ ماہ تک گورداسپور جیل میں رہے۔ جس میں آپ کی تبلیغ اور کوشش سے کئی ایک جرائم پیشہ حضرات نے جرائم سے توبہ کی۔ ۱۹۳۱ء میں کوئٹہ میں زلزلہ آیا۔ تاریخ انسانیت اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں شب و روز ایک ایک کرکے زلزلہ زدگان کی مالی امداد کی۔ مجلس احرار اسلام نے کوئٹہ کے حضرات کے لئے جو خدمات سرانجام دیں وائسرائے ہند نے ایوارڈ دینا چاہا۔ شاہ جی اور قاضی صاحب کی تحریک پر مجلس نے سرٹیفکیٹ لینے سے انکار کردیا۔ ۱۹۳۸ء میں آپ کی خدمات کی بنیاد پر آپ

کو آل انڈیا مجلس احرار اسلام کی مرکزی ورکنگ کمیٹی کا رکن نامزد کردیا گیا۔

۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد آل انڈیا مجلس احرار اسلام کی بجائے مجلس احرار اسلام پاکستان نام رکھ دیا گیا۔ مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ رئیس الاحرار لدھیانہ واپس چلے گئے اور مجلس احرار کی باگ ڈور شاہ جیؒ، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے ہاتھ میں تھی۔ ۱۹۴۹ء میں مجلس احرار اسلام کی سیاسی حیثیت ختم کر کے تبلیغی سرگرمیوں تک محدود کرایا گیا۔ نیز یہ اعلان کردیا گیا کہ جو کارکن سیاسی کام کرنا چاہیں مسلم لیگ میں چلے جائیں۔ مجلس نے اپنے آپ کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے محدود کردیا۔ ۱۹۵۳ء میں ختم نبوت کی تحریک چلی۔ قاضی صاحب نے اپنے آپ کو ختم نبوت کے لئے وقف کردیا۔ اس دوران میں آپ نے امت مسلمہ کے خطابات صدر مملکت سے لے کر وزراء، سرکاری افسروں، کمشنروں، ڈپٹی کمشنروں اور پولیس افسروں سے رابطہ کر کے انہیں قادیانیت کے فتنہ سے آگاہ کرنا شروع کردیا۔ تاکہ افسران بالا یہ عذر نہ کرسکیں کہ وہ قادیانی عقائد و عزائم سے آگاہ نہ تھے۔ ۲۱؍فروری ۱۹۵۳ء کو آپ کو شجاع آباد سے گرفتار کرلیا۔ اسی گرفتاری کے دوران آپ کے والد محترم قاضی محمد امینؒ کا انتقال ہوا۔ ایک لاکھ روپے نقد زرضمانت کے لئے پیش کرنے کی پیشکش کے باوجود آپ کو والد محترم کی تجہیز و تکفین سے محروم رکھا گیا۔

ہندوستان کی صعوبتیں

گذشتہ سطور میں گذر چکا ہے کہ قاضی صاحب چھ ماہ تک گورداسپور کی جیل میں رہے۔ دوسری مرتبہ آپ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ۵۰ رضاکاروں کے ساتھ مسجد وزیر خان سے روانہ ہوئے اور گرفتار کرلئے گئے۔ تیسری مرتبہ آپ نے جبری فوجی بھرتی کے خلاف تقریر کی اور گرفتار کرلئے گئے۔ اس مقدمہ میں آپ کو تین سال کی سزا ہوئی۔ یہ سزا آپ نے ملتان اور راولپنڈی کی جیلوں میں گذاری اس قید سے رہائی کے بعد آپ مجلس احرار اسلام پنجاب کے صدر منتخب کرلئے گئے۔ چوتھی مرتبہ آپ ۲۱؍فروری ۱۹۵۳ء کو شجاع آباد سے گرفتار ہوئے۔ شجاع آباد سے آپ کو سیدھا سنٹرل جیل ملتان لایا گیا۔ کچھ ایام کے بعد ڈسٹرکٹ جیل میں منتقل کردیا گیا۔ قاضی صاحب آخری مرتبہ جون ۱۹۶۰ء میں گرفتار ہوئے۔ آپ کو جامعہ فرقانیہ کرتارپور، راولپنڈی کی تقریر کی بنیاد پر جس میں آپ نے حکومت کو خلافت راشدہ کے مقابلہ میں ''لاشیٔ'' قرار دیا۔ رپورٹر نے لاش لکھ دیا۔ جب افسران کو احساس دلایا گیا تو پندرہ دن کے بعد غیر قانونی گرفتاری سے آزادی ملی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل اور اس کی آبیاری

مجلس تحفظ ختم نبوت کی تشکیل اگرچہ ۱۹۴۹ء میں ہوئی اور ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں جہاں اور جماعتوں کا منیر انکوائری عدالتی رپورٹ میں نام ہے۔ وہاں مجلس بھی جماعتی سطح پر اس میں شامل رہی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک کے زمانہ میں مجلس کا مرکزی دفتر محلہ قدیر آباد ملتان میں جامعہ عبیدیہ کے قریب تھا جو حکومت نے سیل کردیا۔ تمام ریکارڈ ضبط کرلیا گیا۔ جسے بعد میں پولیس نے جلادیا اور انسپکٹر پولیس نے اس میں اپنی رہائش رکھ لی۔

تحریک سے فراغت کے بعد جماعت دو حصوں میں تقسیم ہوئی۔ بعض حضرات سیاست میں چلے گئے۔ شاہ

جیؒ، قاضی صاحب، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ، مولانا تاج محمود اور دیگر حضرات نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے ۴،۵؍ستمبر ۱۹۵۴ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں اجلاس منعقد کیا۔ اس کی روشنی میں ۱۳؍ستمبر ۱۹۵۴ء کو شاہ جی مجلس کے پہلے امیر، مولانا محمد علی جالندھریؒ ناظم اعلیٰ چنے گئے۔ شاہ جی ۲۱؍اگست ۱۹۶۱ء تک مجلس کے پہلے امیر رہے۔ شاہ جیؒ کے بعد عارضی طور پر چھ ماہ کے لئے مولانا محمد علی جالندھریؒ امیر بنائے گئے جو ۲۲؍اگست ۱۹۶۱ء سے ۸؍مارچ ۱۹۶۳ء تک عارضی امیر رہے۔ ۸؍مارچ ۱۹۶۳ء کو مجلس کی مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس لاہور دفتر میں منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا جالندھریؒ نے کی۔ مولانا نے صدارتی خطاب میں فرمایا:

”حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی وفات کے بعد جماعت کے دستور کے مطابق عارضی طور پر احقر کو صدر مقرر کیا گیا۔ آج میں نے صدر مرکزیہ کے انتخاب کے لئے اجلاس طلب کیا ہے۔ آپ حضرات جن کو چاہیں صدر منتخب کر سکتے ہیں۔ لیکن میری گذارش یہ ہے کہ حضرت امیر شریعتؒ کے بعد مجلس مرکزیہ کا صدر ایسے شخص کو منتخب کریں جو اس عہدہ کا اہل ہو اور اچھا خاصا تجربہ رکھتا ہو۔“ چنانچہ مولانا عبدالرحمن میانویؒ نے مجلس کی صدارت وامارت کے لئے حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کا نام تجویز کیا۔ مولانا مجاہد الحسینی فیصل آباد نے تائید فرمائی۔ چنانچہ بالاتفاق حضرت قاضی صاحب صدر مرکزیہ قرار پائے۔ (تحریک ختم نبوت جلد دوم ص۳۱۳)

قاضی صاحب بحیثیت صدر مرکزیہ

قاضی صاحب نے صدر منتخب ہوکر کرسی صدارت سنبھالی اور بحیثیت صدر وامیر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”میں بہت عوارض کی بناء پر کمزور ہوں۔ میرے ناتواں کندھے اس بوجھ کے متحمل نہیں ہیں۔ آپ کی اعانت اور مشوروں کا محتاج ہوں۔ آپ میرے ساتھ پورا تعاون فرمائیں گے تو میں کوئی خدمت کرسکوں گا۔“

قاضی صاحبؒ ۱۲؍شوال المکرم ۱۳۸۲ھ سے ۹؍شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۹؍مارچ ۱۹۶۳ء سے ۲۳؍نومبر ۱۹۶۶ء تین سال آٹھ ماہ ستائیس دن مجلس کے مرکزی صدر اور امیر رہے۔ آپ چونکہ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے تربیت یافتہ تھے۔ آپ نے مجلس کو انہیں خطوط پر چلایا۔ اگرچہ آپ کے صدارت کے ایام وسال آپ کی زندگی کے آخری ایام تھے۔ جو ضعف وعوارض پر مشتمل تھے۔ بایں ہمہ آپ نے شب وروز مجلس کے پلیٹ فارم سے گرانقدر خدمات سرانجام دیں اور قادیانیت کے منہ زور گھوڑے کو کھرلی پر باندھنے کی کوشش کی اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے صدر مملکت سے لے کر عام افسر اور ملازم تک کے لوگوں کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت سے آگاہ کیا اور قادیانیت کے دجل وفریب اور خبث باطن کا پردہ چاک کیا۔ آپ نے سیالکوٹ ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر وزیراعظم پاکستان جناب لیاقت علی خان مرحوم سے ملاقات کی اور انہیں ظفر اللہ خان اور قادیانیت کے عقائد اور تحریرات سے آگاہ کیا۔ جب نوابزادہ لیاقت علی خان کو مرزا قادیانی کی حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی توہین پر مشتمل حوالہ دکھلایا تو وزیراعظم کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور کہا قاضی صاحب آپ نے اپنا فرض ادا کردیا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے اپنا فرض ادا کرنے کی توفیق دے۔ لیاقت باغ راولپنڈی کے جلسہ عام میں آپ ظفر اللہ خان قادیانی کو وزارت خارجہ سے الگ کرنے والے تھے کہ ظفر اللہ کے لے پالک جرمن نژاد گینگ نے فائرنگ کر کے ان کو شہید کردیا۔

علالت اور وفات

حضرت قاضی صاحبؒ کی علالت کا آغاز اپریل ۱۹۶۶ء میں ہوا۔ سب سے آخری تقریر جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں جہاد کے عنوان پر فرمائی۔ بعد ازاں تمام پروگرام کینسل کر دیئے گئے اور اخبارات کے ذریعہ اطلاع کر دی گئی۔ ابتداً بخار اور جگر کی تکلیف کی تشخیص شجاع آباد کے معروف جناب ڈاکٹر ادریس احمد صدیقی نے کی اور ان کا علاج شروع ہوا۔ مرض بڑھ رہا تھا۔ علاج جاری تھا۔ بیماری کے دوران دوستوں اور ملاقاتیوں سے محفلیں گرم رہتیں۔ شجاع آباد کے علاج سے مایوسی کے بعد احباب کے مشورہ سے ملتان کے مشہور معالج جناب حکیم عطاء اللہ اور نشتر ہسپتال کے ڈاکٹر عبدالرؤف کی طرف رخ کرنا پڑا۔ جگر کا مرض تشخیص ہوا۔ ادھر لاہور سے سلطان فونڈری کے محمد افضل، محمد اسلم، قاسمی جیولرز کے حاجی محمد شفیع کا اصرار بڑھا تو آپ حافظ اورنگزیب چشتی اور قاضی عبدالعزیز کی رفاقت میں تیزگام کے ذریعہ لاہور تشریف لے گئے۔ سلطان فونڈری میں ایک کمرہ آپ کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ سلطان فونڈری کے حضرات نے علاج معالجہ میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ مشہور معالج حکیم نیر واسطی اور حکیم محمد معین قریشی کا علاج جاری رہا۔ دوسری طرف ڈاکٹر امیرالدین اور کرنل ضیاء سے رابطہ قائم رہا۔ کبھی طبیعت سنبھل جاتی اور کبھی بگڑ جاتی۔ قیام لاہور کے درمیان حافظ محمد اورنگزیب چشتی، حافظ احمد بخش (سابق مبلغ ختم نبوت) قاضی فیض احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ خدمت میں مصروف رہے۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ تک لاہور میں قیام رہا۔ بعد ازاں خیبر میل کے ذریعہ شجاع آباد واپس تشریف لے آئے۔ وفات کے روز پہلے اپنی چاروں بیٹیوں کو فرمایا کہ آج چارج تبدیل ہوگیا ہے اور فرمایا کہ آج سے میں تمہارا ابا بن گیا ہوں۔ تم میری پیاری بیٹیاں ہو۔ بیٹیاں ہنس پڑیں اور کہنے لگیں کہ ابا جان آپ تو پہلے بھی ہمارے ابا ہیں۔ چارج تبدیل ہونے کا مطلب دارالفنا سے دارالبقاء کی طرف کوچ کرنا ہے۔ ساتھیوں کو بلا کر انہیں نصیحتیں فرمائیں اور بچیوں کو بھی آپس میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہنے کی نصیحت فرمائی۔ چند باتیں کی تھیں کہ زبان لڑکھڑانے لگی اور فرمایا۔ مجھے لٹا دو۔ ہم گھر والوں نے لٹا دیا۔ احباب چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا: ”وہ دیکھو مجھے لینے آگئے ہیں۔ اگر دیکھ سکتے ہو دیکھ لو۔ ورنہ میری زبان پر اعتبار کرو اور مجھے راضی خوشی ان کے سپرد کرو اور فرمایا مجھے جنت نظر آرہی ہے۔ خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔ دور دراز تک باغات ہی باغات ہیں۔ پھر کلمہ شریف پڑھنے لگے اور آنکھیں بند ہوگئیں۔ سانس رک رک کر چلنے کی آواز اچانک ختم ہوگئی۔“ انا للہ وانا الیہ راجعون!

شجاع آباد شہر میں قاضی صاحبؒ کی وفات کی خبر جنگل کی آگ کی طرح آناً فاناً پھیل گئی اور ملک بھر میں فون کے ذریعہ جماعتی رفقاء کو اطلاع دے دی گئی۔ نیز ریڈیو پاکستان کے ذریعہ بھی اعلان کرا دیا گیا۔ جس نے خبر سنی شجاع آباد کا رخ کیا۔ دور دراز سے دوستوں، جماعتی احباب اور رشتہ داروں کا تانتا بندھ گیا۔

۲۴ر نومبر علی الصبح غسل دیا گیا۔ جس میں آپ کے قریبی عزیزوں اور رفقاء نے غسل دینے کی سعادت حاصل کی۔ ۲۴ر نومبر ۱۹۶۶ء بروز جمعرات ساڑھے تین بجے سہ پہر شجاع آباد گورنمنٹ ہائی سکول کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی امیر حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے سرانجام دیئے۔ نور شاہ قبرستان میں محو استراحت ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف بہاولپوریؒ کا وصال!

مولانا اللہ وسایا!

جامعہ دارالعلوم مدنیہ بہاول پور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۲۰۱۲ء کو انتقال فرماگئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون! مولانا محمد حنیف صاحبؒ کے والدگرامی کا نام حافظ خدا بخش تھا۔ جٹ برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ ضلع خانیوال کی تحصیل عبدالحکیم کے گاؤں لدھی کے رہائشی تھے۔ ان کے ہاں ۱۹۴۰ء میں مولانا محمد حنیف صاحب کا تولد ہوا۔ پنج کسی پل چاون نزد کبیر والا میں حضرت حافظ غلام محمد صاحب کے ہاں حضرت مولانا محمد حنیف صاحب نے قرآن مجید اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے تمام کتب دورہ حدیث شریف تک کی تعلیم دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا میں حضرت علامہ منظور الحقؒ، حضرت علامہ ظہور الحقؒ، حضرت مولانا علی محمد صاحبؒ، حضرت مولانا صوفی محمد سرور، حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ مشائخ خمسہ دارالعلوم کے افق پر ضوفگن تھے۔ مولانا محمد حنیف صاحب نے ان اکابر سے دورہ حدیث شریف تک کی تعلیم مکمل کی۔ یہ ۶۲۔۱۹۶۱ء کی بات ہے۔ مولانا محمد حنیف صاحب نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد سکول میں بطور ٹیچر کے کام کرنا شروع کردیا۔ آپ کے ابتدائی استاذ حضرت حافظ غلام محمد صاحب نے فرمایا کہ آپ نے علم دین، سکول ٹیچر بننے کے لئے نہیں پڑھا تھا۔ یہ سنتے ہی آپ نے سکول کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور بہاول پور جامعہ عباسیہ میں جاکر داخلہ لے لیا۔

اس زمانہ میں بہاول پور جامعہ عباسیہ کے شیخ التفسیر حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانی تھے۔ حضرت مولانا سعید احمد کاظمی، حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی، مولانا محمد صادق بہاول پوری اور دیگر اساطین علم سے آپ نے استفادہ کیا۔ حضرت مولانا عبدالرشید نعمانی جامعہ عباسیہ میں پڑھاتے تھے۔ لیکن آپ کی رہائش بہاول پور ون یونٹ کالونی میں تھی۔ تب آپ کی کوشش سے مولانا محمد حنیف صاحب جامعہ عباسیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ون یونٹ کالونی کی جامع مسجد میں امام وخطیب مقرر ہوگئے اور پھر اسی کالونی میں نصف صدی تک خدمات سرانجام دیں۔ اس کالونی میں زیادہ تر سرکاری ملازمین رہائش پذیر تھے۔ پڑھے لکھے حلقہ کے لئے جو فاضل بزرگ، خدارسیدہ عالم دین کی ضرورت ہوسکتی تھی وہ مولانا محمد حنیف صاحب کے ذریعہ حق تعالیٰ نے پوری کردی۔

بہاول پور دارالعلوم مدنیہ کی حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب مرحوم نے ۱۹۶۵ء میں بنیاد رکھی۔ تب پہلے استاذ کے طور پر حضرت مولانا محمد حنیف صاحب تشریف لائے۔ کچھ عرصہ بعد دارالعلوم کبیر والا سے فراغت کے بعد مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب بہاول پوری موجودہ مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم مدنیہ بہاول پور تشریف لائے۔ تیسرے استاذ مولانا رشید احمد جلال پوری تھے۔ تینوں حضرات قریباً نصف صدی اس جامعہ میں مدرس رہے۔ لیکن کبھی بھی اختلاف یا تو تکار نہ ہوئی۔ یہ اس دور کی برکات اور خیر کی معمولی جھلک ہے۔ مولانا علامہ غلام مصطفیٰ صاحب رحیم یار خان تشریف لے گئے۔ بدرالعلوم رحیم یار خان میں مولانا فخرالدین فخر مدرس تھے۔ فاضل وقابل اور معروف تدریسی تجربہ رکھنے والے تھے۔ مولانا فخرالدین فخر کے ترغیب دینے پر ۱۹۸۰ء میں دارالعلوم مدنیہ بہاول پور میں مولانا غلام

مصطفےٰ صاحب نے دورہ حدیث کی کلاس کا آغاز کر دیا۔ مولانا فخر الدین بھی تشریف لائے۔ لیکن ان کی طبیعت نہ لگی۔ وہ دوران سال چلے گئے۔ مولانا غلام مصطفےٰ صاحب نے دوسرے شیخ الحدیث تلاش کئے۔ لیکن وہ بیل بھی منڈھے نہ چڑھی، تو مولانا محمد حنیف صاحب اور مولانا مفتی عطاء الرحمٰن صاحب نے مولانا غلام مصطفےٰ صاحب سے فرمایا کہ آپ ادھر ادھر جو شیخ الحدیث کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں ہم پر اعتماد کریں۔ ہم دورہ حدیث کے تمام اسباق پڑھائیں گے۔ تب شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف قرار پائے اور نائب الشیخ مولانا مفتی عطاء الرحمٰن صاحب۔ تقریباً ۳۲ سال مولانا محمد حنیف صاحب یہاں شیخ الحدیث رہے۔ (چند سال درمیان میں آپ دار العلوم اسلامی مشن گئے اور پھر جلد واپس لوٹ آئے) ۱۹۸۰ء سے اختتام ۲۰۱۱ء تک قریباً پانچ صد علماء کرام نے مولانا محمد حنیف صاحب سے دورہ حدیث شریف کی تعلیم حاصل کی۔ یوں آپ استاذ العلماء قرار پائے۔ ۱۹۶۵ء قیام جامعہ کے زمانہ سے اپنی صحت کے زمانہ تک قریباً نصف صدی ہمیشہ ون یونٹ کالونی سے ماڈل ٹاؤن سائیکل پر تشریف لاتے۔ اس پورے عرصہ میں ایک دن جامعہ کے مطبخ سے کھانا نہیں کھایا۔ ہمیشہ ہر روز بلا ناغہ کھانا گھر سے ساتھ لاتے۔ دوپہر کو تعلیمی وقفہ کے درمیان گھر کا کھانا گرم کر کے استعمال کرتے۔ تھوڑا درس گاہ میں آرام کیا اور پھر ظہر کے بعد معروف تعلیم ہوگئے۔ یوں آپ نے کریما نام حق سے لے کر بخاری شریف تک تمام درسی کتابیں پڑھائیں اور بڑی شان سے پڑھائیں۔

مولانا محمد حنیف صاحب کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب چک نمبر ۱۱ چیچہ وطنی والوں سے تھا۔ جو حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد اور قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ مولانا عبدالعزیز صاحب کے والد گرامی حضرت مولانا حافظ صالح محمد صاحب، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ مجاز تھے۔ مولانا عبدالعزیز صاحبؒ چک نمبر ۱۱ والے رمضان المبارک کوہ نور ملز فیصل آباد میں اپنے مسترشد رانا نصر اللہ خان کے ہاں گذارتے تھے۔ تو حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب، شیخ الحدیث جامعہ رشیدیہ ساہی وال، مولانا مفتی عبدالستار صاحب، مفتی اعظم جامعہ خیر المدارس ملتان اور حضرت مولانا محمد حنیف صاحب بہاول پور کا رمضان المبارک فیصل آباد کوہ نور ملز میں اپنے شیخ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں گزرتا تھا اور عید الفطر اپنے شیخ کے ساتھ مسجد محمدیہ جناب نگر ریلوے اسٹیشن پر ادا فرماتے تھے۔ اب وہ دور یاد آتا ہے تو طبیعت میں سرسراہٹ اور جھرجھری سی پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ سب حضرات چل دیئے جنہیں عادت تھی مصائب میں مسکرانے کی۔ اب صرف یادیں باقی رہ گئیں۔ مولانا محمد حنیف صاحب غائبانہ طور پر ختم نبوت محاذ کے تمام خورد وکلاں کے لئے دعا گو تھے۔ وہ کیا گئے چار سو اندھیرا چھا گیا۔ مولانا مفتی عطاء الرحمٰن صاحب کا کہنا ہے کہ مولانا محمد حنیف صاحب نے زندگی بھر کبھی جامعہ دار العلوم مدنیہ کے منتظمین سے تنخواہ کے اضافہ کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔ ایسی اجلی سیرت کے لوگ اس دھرتی پر آیۃ من آیات اللہ تھے۔

مورخہ ۱۳ اکتوبر دن گیارہ بجے مولانا مفتی عطاء الرحمٰن صاحب نے آپ کا جنازہ پڑھایا اور اسی روز ہی بہاول پور میں وہ رحمت حق کے سپرد کر دیئے گئے۔ حق تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین!

گول چہرہ، خندہ رو، گھنی داڑھی، کسرتی جسم، قد وقامت ابھرتی ہوئی، رنگ پکا، سر پر پگڑی باندھتے، چشمہ لگاتے تھے۔ ان کی ایک ایک ادا سے علم وعمل کے چشمے پھوٹتے تھے۔ اتنے منکسر المزاج کہ: ’’نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین‘‘ کا مصداق تھے۔ رہے نام اللہ تعالیٰ کا۔ اللہ بس، باقی ہوس!

رحیم یارخان کے قاضیٔ شہر کا وصال!

مولانا اللہ وسایا!

حضرت مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ صاحب مہتمم جامعہ قادریہ وامیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یارخان ۱۲؍اکتوبر ۲۰۱۲ء بعداز مغرب انتقال فرماگئے۔ اناﷲ وانا الیہ راجعون! وادی سون سکیسر ضلع خوشاب میں ایک قدیمی معروف قصبہ ہے جسے انگہ کہا جاتا ہے۔ اس انگہ کا قاضی خاندان کئی صدیوں سے علمی خاندان کی حیثیت سے شہرہ رکھتا ہے۔ یہاں کے ایک بزرگ عالم دین حضرت مولانا قاضی عبدالجلیلؒ تھے۔ جو خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے متوسلین میں سے تھے۔ مولانا قاضی عبدالجلیلؒ انگہ سے رحیم یارخان تشریف لائے۔ اپریل ۱۹۴۸ء میں آپ نے شہر کے وسط اور کمرشل ایریا میں جامعہ قادریہ اور جامع مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس زمانہ میں قاضی عبدالجلیلؒ کے ساتھ آپ کے ایک ہونہار نوعمر صاحبزادے تھے جن کا نام قاضی عزیز الرحمنؒ تھا۔ ان کی پیدائش آبائی قصبہ انگہ میں ۱۹۳۶ء میں ہوئی۔ جب آپ کے والد رحیم یارخان تشریف لائے تو آپ کی عمر بارہ سال کے لگ بھگ تھی۔

اپنے والد گرامی کی خدمت میں رہ کر مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ فیروزپور انڈیا میں بھی آپ پڑھتے رہے۔ بالآخر آپ کا مادر علمی جامعہ خیرالمدارس ملتان قرار پایا۔ یہاں آپ نے شیخین کریمین حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ اور مولانا محمد شریف کشمیریؒ سے کسب علم کیا۔ مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ کا بیعت کا تعلق موسیٰ زئی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے حضرت خواجہ محمد ابراہیمؒ سے تھا۔ ان کے وصال کے بعد بیعت ثانی حضرت خواجہ محمد اسماعیلؒ سے کی اور پھر بیعت ثالث خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ سے کی۔

مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ کے والد گرامی حضرت مولانا قاضی عبدالجلیلؒ کے دور میں جامعہ قادریہ میں دورہ حدیث تک تعلیم ہوتی تھی۔ جامعہ قادریہ ختم نبوت کا میزبان ادارہ شمار ہوتا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رہنما اور امیر اول حضرت مولانا سید عطاء اﷲ شاہ بخاریؒ سے لے کر خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ تک تمام سربراہان مجلس ورہنمایان یہاں تشریف لاتے رہے۔ اکثر وبیشتر ختم نبوت کی کانفرنسیں جامعہ قادریہ میں ہوتی تھیں۔

مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ کو والد گرامی قاضی عبدالجلیلؒ نے ۱۹۶۰ء میں جامعہ قادریہ کے تمام نظم ونسق کا ذمہ دار بنایا اور جامعہ کی چابیاں آپ کے سپرد کیں۔ جامعہ قادریہ میں کبھی درس نظامی کی تعلیم کا تعطل نہیں ہوا۔ البتہ کچھ عرصہ دورہ حدیث شریف موقوف رہا۔ اب قاضی عزیز الرحمنؒ نے اپنی زندگی کے آخری حصہ میں پھر دورہ حدیث شریف کا آغاز کیا جو اب تک جاری ہے۔ مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ کا تعارف وجان پہچان شہر رحیم یارخان میں ’’قاضیٔ شہر‘‘ کی تھی۔ کسی زمانہ میں قاضی شہر کو عدالت کے جج کے اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ قاضی عزیز الرحمنؒ اس حیثیت میں تو قاضی شہر نہ تھے۔ البتہ اپنی نیکی وپارسائی، دیانت وتقویٰ، عدل وانصاف پسند طبیعت کے باعث شہر بھر کے فیصلے آپ کے ہاں پنچائتی طور پر لائے جاتے۔ آپ جو فرمادیتے فریقین اسے سرآنکھوں پر حکم کے درجہ میں رکھتے۔

مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ دراز قد، سر پر طرہ دار پگڑی، شملہ پشت کی جانب، رنگ سرخ، ناک ستواں، ہونٹ باریک، آنکھیں موٹی موٹی دیدہ زیب، کالا چشمہ لگاتے، جوانی کے زمانہ میں جدھر سے گزر جاتے لوگ آپ کے حسن وجمال کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکتے۔ عمر بھر اجلا لباس زیب تن کیا۔ قرآن مجید کی خدمت آپ کی زندگی کا حاصل قرار دیا جاسکتا ہے۔ شہر اور ضلع بھر میں آپ کے شاگردوں، جامعہ قادریہ کے فیض یافتگان کی بڑی تعداد ہے۔ شاید کوئی مدرسہ ان سے خالی نہ ہو۔ رحیم یارخان میں جامعہ قادریہ کی تین شاخیں ہیں۔ اسی طرح قاضی عزیز الرحمن نے انگہ میں اپنے آبائی مدرسہ عثمانیہ تعلیم القرآن کو خوب ترقی دی۔ مدرسہ عثمانیہ کا نام خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی کی نسبت سے رکھا۔ اسی طرح جامعہ امہات المؤمنین للبنات انگہ میں قائم کیا۔ غرض بنین وبنات کے لئے قرآن مجید کی تعلیم کے دروازے کھول دیئے۔ مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ کے تعویذات کا بڑا حلقہ تھا۔ تمام شہر کے ضرورت مند آتے اور آپ ان کی خدمت کرتے۔

قاضی صاحبؒ نے آغاز جوانی سے اپنے گھر ومدرسہ کو ختم نبوت کے رہنماؤں کا میزبان پایا تھا۔ پوری زندگی آپ کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ رہی۔ ۱۹۷۶ء سے وفات تک عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یارخان کے امیر چلے آرہے تھے۔ آپ کے عہد امارت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرکلر روڈ رحیم یارخان کا ملکیتی دفتر تعمیر ہوا جو آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔ قاری محمد اکملؒ، قاری حماد اللہ شفیقؒ، مولانا حافظ احمد بخشؒ، مولانا قاضی عزیز الرحمنؒ رہنمایان اربعہ کی شبانہ روز توجہات سے یہ دفتر تعمیر ہوا۔ دفتر کی تعمیر میں کوئی رکاوٹ ہوتی۔ حافظ احمد بخشؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یارخان کے مبلغ کو قاضی صاحب مرحوم ”درویش ختم نبوت“ فرمایا کرتے تھے۔ وہ فون کرتے۔ قاضی صاحب رکشہ پر بیٹھتے۔ وہاں سائٹ پر تشریف فرما ہوتے۔ دفتر کی شب وروز چھوٹی بڑی ایک ایک ضرورت کا آپ نے خیال رکھا۔ واقعہ میں آپ کے قلب وجگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی محبت آبائی ورثہ کے طور پر منتقل ہوئی تھی۔ جو برابر پروان چڑھتی رہی۔ حضرت خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ نے گزشتہ دو دہائیوں سے آپ کو مرکزی مجلس شوریٰ کا رکن نامزد فرمایا تھا۔ آپ نے اس کام کو امانت سمجھ کر ایک اجلاس سے ناغہ نہیں کیا۔ پھر اطاعت شیخ کا یہ عالم تھا کہ پورے اجلاس میں بہت ہی احترام ووقار سے حضرت قبلہؒ کے سامنے دوزانو بیٹھتے تھے۔ قاضی صاحب خوبیوں کا مجموعہ تھے۔

گزشتہ کچھ عرصہ سے طبیعت علیل تھی۔ علاج بھی جاری رہا۔ آخر وقت تک کسی کے محتاج نہ ہوئے۔ ۱۲ اکتوبر جمعہ کو صبح دس بجے غسل کیا۔ کپڑے بدلے۔ خوشبو لگائی۔ سر پر طرہ دار پگڑی باندھی۔ کالا چشمہ لگایا۔ رنگت سرخ تھی۔ داڑھی پر حنا کا استعمال کرتے تھے۔ غرض چمکتے دمکتے ہوتی کی طرح تیار ہوئے۔ یہ بھی شاید فرمایا کہ آج طبیعت ٹھیک ہے۔ خود بیان کروں گا۔ مسجد میں پہنچے تو پوتے سامنے آگئے۔ فرمایا چلو جوان تم بیان کرو۔ میں تمہارا بیان سنتا ہوں۔ بیان سے آخری نوافل کے سلام تک پورے اطمینان سے جمعہ کے معمولات پورے کئے۔ دوستوں نے خوب جی بھر کر زیارت اور مصافحے کئے۔ عصر، مغرب اپنے کمرہ میں ادا کی۔ مغرب کے بعد چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ خدام دبانے لگے۔ ذکر کرتے کرتے بڑے زور سے اللہ اکبر فرمایا اور سر سجدے میں رکھ دیا۔ خادم کو تعجب

ہوا۔ اٹھایا تو آپ نے پھر دوبارہ بلند آواز سے اللہ اکبر فرمایا اور دوبارہ سر سجدہ میں رکھ دیا۔ اتنے میں مولانا قاضی شفیق الرحمٰن آپ کے بیٹے آئے۔ دیکھا تو آخرت کو سدھار چکے تھے۔ واقعی اللہ ہی بہت بڑا ہے۔

تجہیز وتکفین کے بعد جس نے آپ کے چہرے کو دیکھا۔ چمکتے سونے کی سی رنگت اتنی دلاویز لگتی تھی کہ موت کے واقع ہونے کا خیال ہی نہ پھٹکنے پاتا تھا۔ غالباً ''آب حیات'' کی اصطلاح میں انقطاع دم کی بجائے جس دم کی کیفیت کا شائبہ گذرتا تھا۔ مورخہ ۱۳؍اکتوبر کو تین بجے عیدگاہ میں جنازہ ہوا۔ جو آپ کے بیٹے قاضی شفیق الرحمٰن صاحب نے پڑھایا۔ بھرپور علماء، طلباء، خطباء، آئمہ اور اسلامیان شہر نے شرکت کی۔ رہے نام اللہ کا! اس لئے وہ ''اللہ اکبر'' ہی ہے۔ قاضی صاحب نے زندگی اصلاح معاشرہ میں کھپادی۔ وحدت امت کے قائل تھے۔ فرقہ واریت کی لعنت سے کوسوں دور تھے۔ وہ کیا گئے رونق شہر گئی۔ اس لئے تو کہا گیا کہ ان کی وفات قاضی شہر کی وفات ہے۔ رحمة الله تعالىٰ رحمة واسعة ۰ آمين!

ناموس رسالت کے عنوان پر اجتماعات کا انعقاد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کراچی سے خیبر تک پورے ملک میں اجتماعات منعقد ہوئے۔ ریلیاں نکالی گئیں۔ اور یہ عہد کیا گیا کہ جب تک امریکہ مجرموں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچاتا تحریک جاری رہے گی۔ مبلغین ختم نبوت نے حکمرانوں سے مطالبہ کیا کہ جب تک امریکہ مجرموں کو اسلامی عدالت کے سپرد نہیں کرتا۔ امریکہ سے سفارتی تعلقات منقطع کئے جائیں۔ اقوام متحدہ سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرامؓ اور قرآن پاک کی عزت وحرمت کا قانون منظور کرایا جائے۔

مولانا محمد حنیفؒ کے جنازہ میں شرکت

جامعہ دارالعلوم مدنیہ بہاول پور کے شیخ الحدیث مولانا محمد حنیفؒ گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔ ان کی نماز جنازہ مرکزی عیدگاہ میں ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ نماز جنازہ کی امامت مولانا مفتی عطاء الرحمٰن نے کی۔ جنازہ میں بہاول پور شہر کے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام، مشائخ عظام، طلبہ، قراء وخطباء حضرات نے شرکت کی۔ جنازہ بہاول پور کے بڑے جنازوں میں سے تھا۔ بعد ازاں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسحٰق ساقی، مولانا عبدالستار حیدری اور مولانا محمد خبیب نے پسماندگان اور ان کے رفقاء سے ملاقات کی اور دلی رنج وغم کا اظہار کیا۔

حافظ محبوب احمد کا وصال

جامعہ خیر المدارس ملتان کے شعبہ حفظ کے استاذ، ہزروں حفاظ کے مربی حضرت حافظ محبوب احمد گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔ ان کی نماز جنازہ جامعہ خیر المدارس میں ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ امامت کے فرائض جامعہ خیر المدارس کے شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق مدظلہ نے سرانجام دیئے۔ مرحوم نصف صدی تک جامعہ میں خدمت قرآن کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

مولانا ظہور احمد سالکؒ کا وصال!

مولانا اللہ وسایا!

مولانا ظہور احمد سالک ۳؍اکتوبر ۲۰۱۲ء کو جھنگ میں انتقال فرماگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون!

مولانا ظہور احمد سالکؒ ۱۲؍اپریل ۱۹۵۲ء کو بستی ساہجر نزد اٹھارہ ہزاری ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے۔ جب تعلیم کے قابل ہوئے تو والدین نے قرآن مجید کے حفظ پر لگادیا۔ ۱۹۶۸ء میں آپ نے پہلی بار نماز تراویح میں قرآن مجید سنایا جس سے آپ کے والدین کو بہت خوشی ہوئی۔ اسی سال ہی مولانا نے مڈل کا امتحان پاس کیا۔ نئے سال سے آپ کو دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا میں درس نظامی کی تعلیم کے لئے داخل کیا گیا۔ ۴ رسال دارالعلوم کبیر والا میں پڑھا۔ اسی زمانہ میں قاری کریم بخش صاحب سے قرأت جمال القرآن پڑھی اور مشق بھی کی۔

۱۹۷۰ء میں آپ کی شادی ہوئی۔ اٹھارہ ہزاری کے حضرت مولانا حکیم عبداللطیفؒ کے مشورہ وحکم سے جھنگ کی معروف دینی شخصیت حضرت مولانا سید صادق حسین شاہ صاحبؒ کے حلقہ درس میں تعلیم کے لئے داخل ہوگئے۔ یہاں آپ نے بقیہ تعلیم مکمل کی۔ ۱۹۷۳ء میں نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں موقوف علیہ کیا۔ ۱۹۷۴ء میں دورہ حدیث شریف جامعہ خیرالمدارس ملتان سے کیا۔ اسی سال شعبان میں دورہ تفسیر حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ اور مولانا عبدالحئی بہلویؒ سے شجاع آباد میں پڑھا۔

فراغت کے بعد جامع صدیقیہ اتاولی بستی، جھنگ میں امام وخطیب مقرر ہوئے۔ سال بعد یہاں سے چھٹی لے لی۔ بعد میں حضرت سید صادق حسین شاہ صاحبؒ کے حکم وسعی سے جامع مسجد قاضیاں والی جھنگ میں محکمہ اوقاف کی جانب سے چھ ماہ کے لئے عارضی تقرر ہوا۔

حضرت مولانا اسداللہ قاسمیؒ جھنگ نے خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ سے فرمایا۔ انہوں نے محکمہ اوقاف پنجاب کے ناظم مساجد ڈاکٹر ناظر حسین نظرؒ اور حضرت مولانا عبدالقادر صاحبؒ کے ذریعہ اب مستقل خطیب مسجد قاضیاں والی میں مقرر ہوگئے۔ شیخ محمد اقبال مرحوم ایم پی اے جو بلدیہ جھنگ کے چیئرمین بھی رہے ان کی کوشش سے مولانا ظہور احمد سالک ۱۹۹۰ء ڈسٹرکٹ خطیب خوشاب مقرر ہوئے۔ نومبر ۱۹۹۳ء میں زونل خطیب فیصل آباد مقرر ہوئے۔ ۲۰۰۹ء میں سرگودھا تبادلہ ہوا۔ ۱؍اپریل ۲۰۱۲ء میں زونل خطیب سرگودھا سے ریٹائرڈ ہوئے۔ شوگر کے مریض تھے۔ اس نے گردوں پر بھی اثر کیا۔ علاج جاری رہا۔

۳؍اکتوبر ۲۰۱۲ء کو وصال ہوا۔ اگلے دن جھنگ میں شیخ الاسلام مولانا عبداللہ درخواستیؒ کے جانشین مولانا فضل الرحمن درخواستیؒ نے جنازہ پڑھایا۔ دوسرا جنازہ اٹھارہ ہزاری ساہجر گاؤں میں ہوا اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔ حق تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائیں۔ دوست پرور محبت والے انسان تھے۔

آہ! بزم عارفیؒ کا اک چراغ!

مولانا سید محمد زین العابدین!

۱۹رذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ بمطابق ۶راکتوبر ۲۰۱۲ء شب اتوار تقریباً ساڑھے آٹھ بجے، محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کے شاگرد رشید، عارف باللہ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفیؒ کے خلیفہ مجاز، حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہؒ کے مسترشد، حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ کے ہم عصر و ہم درس، شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی و شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہما کے پیر بھائی، داعی قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہیدؒ اوران جیسے سینکڑوں جید علماء کے مصلح و مربی، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے قدیم ترین فاضل، جامع مسجد فیڈرل کیپٹل ایریاء کے سابق امام، جامع مسجد قباء کلیانہ ٹاؤن سیکٹر ۱۰ نارتھ کراچی کے حالیہ امام وخطیب، بزرگ عالم دین، علاقے کی معزز ترین اور مستجاب الدعوات شخصیت، ناصح الامت حضرت مولانا مفتی حافظ ابرارالحق کلیانویؒ راہی عقبیٰ ہوگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ انّ للّٰہ ماأخذولہ ماأعطی وکلّ شئی عندہ بأجل مسمّی!

شب اتوار ۱۹رذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ بمطابق ۶راکتوبر ۲۰۱۲ء تقریباً ساڑھے نو بجے برادرم مولوی صفی ارشد فاروقی کا فون آیا۔ ان کی آواز کچھ بھرّائی ہوئی لگ رہی تھی۔ سلام دعاء کے بعد کہنے لگے کہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی حضرت مولانا حافظ ابرارالحق کلیانوی (خلیفہ مجاز حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفیؒ) اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ بعدازاں ایک اور ساتھی کا فون آگیا اور اس نے خبر کے ساتھ ساتھ یہ تفصیل بھی بتائی کہ مولانا اپنی مسجد قباء نارتھ کراچی میں نماز عشاء کی امامت اور بقیہ نماز سے فارغ ہوکر گھر تشریف لائے۔ جیسے ہی دروازہ کی چوکھٹ پر پہنچے وہیں حق تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آگیا اور بحالت وضو سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔ دل پر ایک بجلی سی گری کہ ایسے بزرگوں کا وجود نہ جانے کتنے فتنوں کے لئے آڑ بنا رہتا ہے اوران کا دنیا سے اٹھ جانا پوری امت کا نقصان ہوتا ہے۔ یہ سوچ کر فوراً ہی یہ دعا زبان پر جاری ہوگئی ''اللھم لاتحرمنااجرہ ولاتفتنّابعدہ''

ایک وقت تھا کہ شہر کراچی میں ہمارا علاقہ (نارتھ) شمالی کراچی بزرگوں کی برکات سے مالامال تھا اور یہاں حضرت مولانا محمد زکریا مدنیؒ، حضرت مولانا انیس الرحمن درخواستی شہیدؒ، حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمن شہیدؒ، حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ، حضرت مولانا عبدالغفور ندیم شہیدؒ، حضرت مولانا محمد احمد مدنی شہیدؒ اور حضرت مولانا حافظ ابرارالحق کلیانویؒ ایسے عظیم لوگ موجود تھے۔ ہر طرف رونق ہی رونق تھی۔ مگر ایک ایک کرکے ہر بزرگ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوتا گیا۔ تا آنکہ اس محفل کا آخری ستارہ اور بزم عارفی کا اک چراغ بھی ہمیں داغ مفارقت دے کر ویران چھوڑ گیا۔

بلاشبہ موت وحیات اس عالم کون وفساد کا خاصہ ہے۔ یہاں جو آیا وہ رہنے کے لیے نہیں بلکہ جانے کے

لیے ہی آیا۔ آنا اور جانا سنت بنی آدم علیہ السلام ہے اور ’’کل نفس ذائقة الموت ‘‘حق تعالیٰ کا تکوینی امر ہے۔ اس سے کسی کو مفر نہیں۔ یہاں صبر وضبط، تسلیم وانقیاد، اور رضاء بالقضاء کے بغیر چارہ کار نہیں اور موت کوئی اچنبا چیز نہیں کہ اس پر حیرت وتعجب کا اظہار کیا جائے۔ موت کے قانون سے نہ کوئی نبی مستثنیٰ ہے، نہ ولی، نہ عالم، نہ جاہل، نہ نیک، نہ بد، نہ مؤمن، نہ کافر، نہ شاہ، نہ گدا۔ اپنے اپنے وقت پر سب ہی گئے اور سب ہی کو جانا ہے۔ مگر بعض جانے والوں کے جانے اور جدائی کا ایسا صدمہ ہوتا ہے کہ پسماندگان کی دنیا اندھیر ہو جاتی ہے۔ کچھ یہی حالت ہماری بھی اس وقت ہوئی کہ جب برادرم مولوی صفی ارشد فاروقی نے حضرت مولانا مفتی الحاج الحافظ ابرار الحق کلیانویؒ کی وفات حسرت آیات کی خبر سنائی تو دل ودماغ یک دم حیران وپریشان ہو گیا اور آنکھوں کے گرد اندھیرا چھانے لگا۔ کلیجہ منہ کو آنے لگا۔ ذہن سائیں سائیں کرنے لگا کہ ہمارے مخدوم، ہمارے محبوب بزرگ ہمیں اکیلا وتنہا چھوڑ کر واصل بحق ہو گئے۔ اللھم اغفر لھم!

حضرت مولانا حافظ ابرار الحق کلیانویؒ ۳؍رجب ۱۳۵۹ھ بمطابق ۹؍اگست ۱۹۴۰ء بروز جمعہ کلیانہ ریاست جیند مشرقی پنجاب متحدہ ہندوستان کے ایک دین دار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حافظ ریاض الحق کلیانویؒ حضرت تھانویؒ کے مسترشد اور خصوصی خادم تھے اور حضرتؒ سے اتنا تعلق تھا کہ جب حضرت تھانویؒ بیمار ہوئے تو جن دس افراد کے نام آپ کے خدمت گاروں میں تھے۔ ان میں سے ایک نام حافظ ریاض الحق صاحبؒ کا بھی تھا۔ چنانچہ ابتداء میں ہی آپ کو ایسے دین دار والد کی تربیت میسر آئی اور دین دار گھرانوں کی دینی روایات کے مطابق آپ کو سب سے پہلے قرآن کریم کی تعلیم دی گئی۔ قاعدہ نماز اور مسنون دعاؤں کے یاد کرنے کے بعد حفظ کرایا گیا۔ بعد ازاں ایشیاء کے علوم کا مرکز جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں آپ نے ۱۳۷۶ھ بمطابق ۱۹۵۶ء میں درس نظامی کی ابتدا فرمائی اور اولیٰ سے دورہ تک آپ نے یہیں پڑھا۔ آپ کے مشہور ہم درس ساتھیوں میں حضرت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہیدؒ ہیں اور اس وقت مدرسہ خلفائے راشدین شاخ جامعہ کے استاذ الحدیث مولانا خالد خلیل نعمانی بھی آپ کے ہم درس بقید حیات ہیں۔ بہرحال جامعہ میں آپ کو بڑے بڑے مشائخ کی صحبت میسر آئی۔ جامعہ میں آپ نے باقاعدہ جن حضرات سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ ان میں حضرت بنوریؒ، حضرت مولانا لطف اللہؒ، حضرت مولانا فضل محمد سواتیؒ، حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ، حضرت مفتی ولی حسن خان ٹونکیؒ، حضرت مولانا محمد حامد میرٹھیؒ، حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ، حضرت مولانا عبدالرحمن کامل پوریؒ، حضرت مولانا عبدالحلیمؒ اور مصری اساتذہ الشیخ خلیل حشیشؒ، الشیخ محمد یوسف عطیہؒ وغیرہم شامل ہیں۔ ۱۹۶۳ء میں جامعہ سے فاتحہ فراغ پڑھا۔ بعد ازاں اپنے استاذ حضرت مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ کے حکم سے جامع مسجد فیڈرل کیپٹل ایریاء میں ۲۴ سال امامت کراتے رہے۔ پھر جامع مسجد قباء نارتھ کراچی کے حضرات آپ کو امامت وخطابت کے لیے لینے آئے تو اپنے شیخ کے مشورہ سے وہاں تشریف لے گئے اور تادم آخر مسجد قباء کے منبر ومحراب کو زینت بخشی۔

آپ نے سلوک کی منازل طے کرنے کے لئے حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مجاز حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحیؒ

عارفیؒ کی صحبت بابرکت کا انتخاب کیا اور زمانہ طالبعلمی سے لے کر حضرتؒ کی وفات تک حضرتؒ سے تعلق قائم رکھا۔ دوسری طرف سے حضرتؒ نے بھی آپ کے مجاہدہ اور محنت کا اعتراف اس انداز میں فرمایا کہ آپ کو خلافت عطاء فرمائی۔ یوں آپ حضرت عارفیؒ کے خلیفہ مجاز اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی اور حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہما کے پیر بھائی کہلائے۔ حضرت ڈاکٹر عارفیؒ کی وفات حسرت آیات کے بعد آپ نے حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہؒ (خلیفہ مجاز حضرت مفتی محمد حسن امرتسریؒ) کا دامن تھام لیا اور وفات تک ان سے کسب فیض کرتے رہے۔

آپ کا سب سے اہم کارنامہ اپنے شیخ حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی عارفیؒ کی دی ہوئی امانت کو لوگوں تک منتقل کرنا ہے۔ پہلے پہل آپ نے جامع مسجد فیڈرل کیپٹل ایریاء میں اپنی اصلاحی مجلس شروع کی۔ بعدازاں جامع مسجد قباء نارتھ کراچی میں اصلاحی مجلس کا آغاز فرمایا جو تادم آخر جاری رہا۔ چونکہ آپ گھڑی سازی بھی جانتے تھے۔ اس لئے فارغ اوقات میں آپ گھڑی سازی کا کام بھی لیاقت آباد کی ایک دوکان میں کیا کرتے تھے۔ لیکن وہ گھڑی سازی کا کام تو ایک بہانہ تھا۔ درحقیقت وہ تو ایک دوکان معرفت تھی جہاں سے سینکڑوں تشنگان سلوک دوائے دل لے جاتے تھے اور اس سے اپنی روحانی بیماریوں کا علاج کراتے تھے۔ آپ کی انہی اصلاحی مجالس سے سینکڑوں لوگوں کی زندگیاں تبدیل ہوئیں اور انہی میں سے بعض حضرات کو آپ نے اپنے شیخ کی دی ہوئی امانت کا اہل پاکر اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ انہی میں داعی قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری شہید بھی تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی نعمتوں سے نوازا تھا۔ منجملہ ان میں اولاد صالح کی نعمت سے بھی مرحوم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ آپ نے ایک خواب دیکھا تھا۔ جس کی تعبیر ایک بزرگ نے یہ دی کہ آپ کے سات بیٹے قرآن کریم کے حافظ ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپ کے ساتوں بیٹے حافظ قرآن اور ان میں سے متعدد عالم اور مفتی ہیں۔ اور ماشاء اللہ تمام ہی دینی خدمات میں لگے ہوئے ہیں۔ ان میں سے چار کو حضرتؒ نے خلافت بھی عطاء فرمائی۔

اگلے دن بروز اتوار بعد نماز ظہر اسی مسجد قباء میں آپ کا جنازہ تھا۔ جہاں آپ نے حیات مستعار کے آخری ۲۴ سال گزارے تھے۔ راقم کو بھی اللہ نے جنازہ میں شرکت کی سعادت عطاء فرمائی۔ خلق خدا جوق در جوق آپ کی زیارت کو آتی تھی۔ بلاشبہ نارتھ کراچی کا تاریخی جنازہ تھا۔ بلامبالغہ ہزاروں کا مجمع تھا۔ علماء، طلبہ، عوام الناس سب ہی موجود تھے۔ ایک بج کر ستاون منٹ پر نماز ظہر اداء کی گئی۔ دو بج کر بیس منٹ پر نماز جنازہ اداء کی گئی۔ دونوں نمازوں کی امامت آپ کے بڑے صاحبزادہ، آپ کے خلیفہ وجانشین مولانا مفتی افضال الحق کلیانوی نے فرمائی۔ پھر آپ کی تدفین مسجد کے ساتھ ہی متصل پارک میں آہوں اور سسکیوں کے ساتھ کردی گئی۔ پسماندگان میں ۷ بیٹے مفتی افضال الحق، مفتی ڈاکٹر عمران الحق، مفتی عرفان الحق، مفتی رضوان الحق، حافظ انصار الحق، حافظ اقبال الحق، تین بیٹیاں اور اہلیہ سوگوار چھوڑے ہیں۔ بلاشبہ آپ کا وجود مسعود ایک نعمت غیر مترقبہ تھا۔ آپ کے جانے سے بزم علم وعمل اور محافل ذکر وفکر کیا اجڑ گئیں۔

اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله وادخله الجنة ۔ آمین!

قادیانی جماعت کو احمدی جماعت کیوں نہ لکھا جائے؟

مولانا محمد شاہد گورکھپوری!

نگراں شعبہ تحفظ ختم نبوت جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

کچھ دنوں پہلے بعض اردو اخبارات میں جب قادیانی جماعت کو احمدی جماعت کے نام سے موسوم کیا گیا تو دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور نے اس پر اپنا احتجاج درج کراتے ہوئے میڈیا کو تعبیرات میں محتاط رہنے کا مشورہ دیا۔ اس خبر کی اشاعت کے بعد لوگوں میں اصل حقیقت جاننے کا تجسس پیدا ہوا اور اب ہر چہار سمت سے یہ سوال اٹھنے لگا ہے کہ قادیانیوں کو احمدی کیوں نہ لکھا اور کہا جائے؟ اس میں قباحت کیا ہے؟ اور اس سے مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا راز کیا ہے؟ اس کی پوری تفصیل لوگوں کے سامنے آنی چاہئے۔ اسی سلسلہ میں مندرجہ ذیل مضمون پیش خدمت ہے۔

اتنی بات تو ہر آدمی جانتا ہے کہ ہر مذہب وملت کے افراد اپنے مذہب کے بانی رہنما کی طرف نسبت کرنے کو باعث فخر اور ذریعہ بقا سمجھتے ہیں اور ان کے نام کو اپنے نام کا جزو بنا کر اسے اپنی شناخت اور پہچان قرار دیتے ہیں اور اس طرح ان سے اپنی محبت وتعلق کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ ہندو اپنے نام کے ساتھ ''رام'' لگاتے ہیں۔ جیسے رام ولاس پاسوان، رام دیو وغیرہ۔ سکھ اپنے نام کے ساتھ لفظ ''سنگھ'' استعمال کرتے ہیں۔ جیسے منموہن سنگھ، اجیت سنگھ۔ عیسائی اپنے نام کے ساتھ ''مسیح'' لگاتے ہیں۔ جیسے انور مسیح، پرویز مسیح۔

ایسے ہی مسلمان اپنے ناموں کے ساتھ محمد اور احمد لگا کر اپنے نبی سے تعلق کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسے اقبال احمد، محمد راشد۔ بیشتر ایسے اکابر، اولیاء، قطب، ابدال، محدثین اور مفسرین گذرے ہیں جن کے اسماء گرامی محمد اور احمد تھے۔ چنانچہ سیکڑوں راویوں کے نام آپ کو ''احمد'' سے ملیں گے۔ یہاں تک کہ تقریب التہذیب جیسی مختصر تصنیف میں ۱۱۹ رواۃ حدیث کے اسماء ''احمد'' سے ملتے ہیں۔ یہ سب حقائق اس بات کا واضح اور زندہ ثبوت ہیں کہ نبی آخر الزماں a کا اسم مبارک محمد کے ساتھ احمد بھی ہے۔ جو کہ آپ a کی ولادت باسعادت سے قبل اور دور حیات نیز بعد از رحلت بھی ہر زمانے اور ہر علاقے میں مسلم وزباں زد رہا ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آپ a کی تشریف آوری سے قبل عرب میں یا کسی بھی ملک میں کسی شخص کا نام احمد نہیں رکھا گیا۔ یعنی قدرت الٰہیہ نے نبی کے حق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی بشارت کو پونے چھ سو سال تک اس قدر محفوظ رکھا کہ کوئی بھی اس نام سے موسوم نہیں کیا گیا اور آپ a کی بعثت کے بعد چونکہ ''من بعدی،، کی شرط مکمل ہو چکی تھی اور التباس واشتباہ کا خطرہ باقی نہیں رہ گیا تھا۔ اس لئے آپ a کے بعد بطور تبرک ویمن اس نام کا خوب کثرت سے استعمال ہوا اور آج تک ہو رہا ہے۔

گویا قدرت الٰہیہ نے جس طرح نبی کی ولادت سے پیشتر اس بات کی حفاظت فرمائی کہ مُبَشّر بہ اور موعود

حقیقی کے سوا کوئی دوسرا شخص برائے نام بھی اس اسم سے موسوم نہ ہو۔اسی طرح خالق دوجہاں نے چاہا کہ سیدالکونین کے بعد اس اسم شریف کی خوب اشاعت ہو۔اور ہر موسوم شخص یہ ثابت کرتا رہے کہ اس نام سے جس کی خوشخبری دنیا والوں کو دی گئی تھی وہ آچکا ہے۔اور حضرت عیسیٰ کی بشارت کا مصداق پورا ہو چکا ہے۔

دنیا میں مروّج و مسلّم اس اصول کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کو چاہئے کہ وہ اپنا انتساب اسی کی طرف کرتے ہوئے خود کو قادیانی یا غلمدی یا مرزائی کہیں اور لکھیں۔احمدی لکھنے سے ان کے مسلمان ہونے کا شبہ ہوتا ہے جو کسی بھی طرح روا نہیں ہے۔کیونکہ وہ خاتم النبیین a کے بعد ایک جھوٹے نبی کو تسلیم کر کے احمدی اور مسلمان ہونے کا استحقاق کھو چکے ہیں۔اور غلامی یا مرزائی کہلانے کے روادار ہیں۔لیکن یہ مرزائیوں کی فریب کاری ہے کہ وہ اپنے احمدی ہونے کو باور کرانے کے لئے فرضی ثبوت دیتے ہوئے سورہ صف کی آیت نمبر ۶ پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس آیت میں مذکور ''احمد'' سے مراد محمد عربی a نہیں بلکہ مرزا قادیانی ہے۔نبی مکی و مدنی کا نام تو والدین نے محمد رکھا تھا۔

یہ بات واضح رہے کہ جس طرح مسلمانوں کے نبی کا نام محمد ہے اسی طرح احمد بھی ہے قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں آپ کے یہ دونوں نام ذکر کئے گئے ہیں:

چنانچہ پارہ ۲۲ کے سورہ احزاب کی ۴۰ ویں نمبر کی آیت اور پارہ ۲۶ میں سورہ فتح کی ۲۹ ویں نمبر کی آیت میں آپ a کا نام محمد ذکر کیا گیا ہے۔اور ۲۸ ویں پارہ میں سورہ صف کی چھٹی نمبر کی آیت میں آپ a کا نام احمد ذکر کیا گیا ہے۔اور یہ احمد وہ نام ہے جس سے نبی آخرالزماں a کو منسوب کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان کی آمد کی خبر دی ہے۔چنانچہ قرآن پاک میں اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اور جبکہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے کہا اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں اس تورات کو سچا بتلانے والا ہوں جو مجھ سے پہلے تھی۔اور میں اس رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے۔جن کا نام احمد ہوگا۔پھر جب وہ ان کے پاس روشن معجزات لے کر آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔(صف:۶)''

اس آیت شریفہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی جس عظیم الشان رسول کی آمد کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔اس سے مراد مدنی تاجدار نبی آخرالزماں حضرت محمد a ہیں۔اس پر آیت کے ترجمے کا آخری حصہ بڑی وضاحت کے ساتھ دلالت کر رہا ہے۔نیز دیگر قرآنی آیات،احادیث مبارکہ،سیر و تواریخ،تفاسیر و کتب ماضیہ،بائبل وغیرہ بھی اس پر پختہ شہادت دے رہے ہیں اور عہد رسالت سے لے کر آج تک جملہ صحابہ کرامؓ،تابعین عظامؒ،تبع تابعینؒ،ائمہ مجتہدینؒ،محدثینؒ،مفسرینؒ،متکلمینؒ،فقہاء کرامؒ،اور اولیاء کرامؒ کا یہی کہنا ہے کہ اس آیت کا مصداق صرف اور صرف امام الانبیاء والمرسلین و خاتم النبیین a ہی ہیں۔آپ کے سوا کوئی بھی دوسرا فرد اس کا مصداق نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔نیز تاریخ عالم میں انبیاء علیہم السلام میں یہ نام پایا ہی نہیں جاتا۔لہٰذا اگر آپ کے علاوہ کسی دوسرے فرد کو اس کا مصداق قرار دیا جائے تو دیگر حقائق کے انکار کے علاوہ سرے سے آپ a کی بعثت ہی سے (نعوذ باللہ) انکار لازم آئے گا۔

تفسیر قرطبی میں محمد اور احمد دونوں کی وجہ تسمیہ کے سلسلہ میں لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:

''احمد ہمارے نبی a کا اسم گرامی ہے اور یہ آپ کا اسم علم ہے۔ پس احمد کا معنی ہے کہ اپنے رب کی تمام تعریف کرنے والوں سے بڑھ کر تعریف کرنے والا۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام تو اللہ کے حامد یعنی تعریف کرنے والے ہیں۔ مگر ہمارے نبی a احمد یعنی سب سے زیادہ تعریف کرنے والے ہیں۔ جب آپ مقام شفاعت پر اپنے رب کی بے مثال تعریف کریں گے۔ تو احمد ہو جائیں گے۔ یعنی تمام کائنات سے زیادہ تعریف کرنے والے۔ اس کے بعد آپ شفاعت فرمائیں گے تو تمام کائنات آپ کی تعریف کرے گی تو پھر آپ محمد ہو جائیں گے۔ یعنی بہت ہی تعریف کئے گئے۔''

تفسیر ابن کثیر میں ہے:''دعوۃُ ابراھیمَ وبُشریٰ عیسیٰ''یعنی حضور سید الکونین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کے مصداق ہیں۔ درمنثور میں ہے:''قد بَشّر بِی عیسی بنُ مریم أن یاتیکمُ رسولٌ اسمهٗ أحْمَد'' بلاریب میری بشارت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے دی کہ تمہارے پاس ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ اسی طرح تفسیر خازن، تفسیر ابوالسعود، تفسیر ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم، تفسیر جلالین، روح المعانی، قرطبی، بیضاوی، مظہری، کشاف اور جملہ تفاسیر میں آیت کا یہی معنی بیان کیا گیا ہے۔ کوئی تفسیر اس کے خلاف نہیں مل سکتی۔ تفسیری حوالوں کے بعد بخاری و مسلم کی حدیث پر بھی نظر ڈالتے چلیں۔ حضور a نے فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے:

''میرے کئی نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں۔ یعنی وہ ہستی جس کے ذریعہ اللہ کفر کو مٹا دے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا۔ اور میں عاقب ہوں۔ یعنی میرے بعد کوئی بھی نبی نہ ہوگا۔ (بخاری ج۱، و مسلم ج۲)''

مسلم شریف جلد دوم ہی میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے حوالہ سے یہ روایت بھی ہے:''حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ a ہمارے سامنے اپنی ذات مقدسہ کے کئی نام لیتے تھے۔ فرماتے کہ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں۔''

قارئین! جب قرآن کھول کر آیت زیر بحث پڑھیں گے تو انہیں ''من بعدی'' کا لفظ ملے گا جس کا ترجمہ کیا گیا ہے ''میرے بعد'' یہ لفظ قابل غور ہے اور اس کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے جس نبی کی بشارت دی ہے۔ ان کے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی ایسا مدعی نبوت نہ ہو جس کا نام احمد ہو۔ چنانچہ قاضی عیاضؒ نے شفاء میں اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے خصوصیات صغریٰ میں لکھا ہے کہ اسم احمد ایسا نام ہے جو خاتم الانبیاء سے پہلے کسی بھی شخص کا نام نہیں رکھا گیا جس سے معلوم ہوا کہ آیت میں مذکور احمد نامی رسول کے مصداق حضرت محمد a ہی ہیں۔

اب اگر قادیانیوں کے نظریہ کے مطابق اس کا مصداق مرزا غلام احمد قادیانی کو ٹھہرایا جائے۔ تو عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اس پر چسپاں نہیں ہوتی کیونکہ بشارتی الفاظ کا تقاضا یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور صاحب بشارت

کے درمیان کوئی ایسا نبی نہ ہو جس کا نام احمد ہو۔ جبکہ مرزا غلام احمد سے تیرہ سو سال قبل ہمارے نبی حضرت محمد a اس نام سے اللہ کی طرف سے مبعوث ہو چکے تھے۔ اس لئے قادیانیوں کا نظریہ سراسر کفر اور دجل و فراڈ پر مبنی ہے۔

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ اس بشارت عیسوی کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس آنے والے رسول کی صفت یہ بیان کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

’’وہ خدا ہی تو ہے جس نے اپنے رسول (محمد a) کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس دین کو تمام دین پر غالب کرے اگرچہ مشرکین کو برا لگے۔ (صف:۹)‘‘

اس آیت کریمہ میں اس آنے والے رسول کی ایک تو یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ ہدایت اور دین حق لے کر آیا اور دوسری صفت یہ مذکور ہے کہ وہ اس دین کو جو ساتھ لایا ہے۔ اسے دوسرے دینوں پر غالب کر دکھائے۔ اب توجہ طلب امر یہ ہے کہ قرآن نے رسول کی جو صفات بیان کی ہیں۔ وہ کس رسول میں تھیں؟ رسول عربی میں؟ یا جھوٹے مدعی نبوت مرزا پنجابی میں؟ دوست دشمن سب کا اتفاق ہے کہ جس تیزی کے ساتھ اسلام دنیا میں پھیلا اور دوسرے ادیان پر غالب آیا یہ اسی کی خصوصیت ہے۔ اور مرزا کا حال یہ ہے کہ وہ اپنا ایک چھوٹا سا گاؤں قادیان کو بھی کفر سے پاک نہ کر سکا تو وہ احمد کا مصداق کیسے بن سکتا ہے؟ جب ایک بخیل کا نام حاتم رکھ دینے سے وہ حاتم طائی نہیں بن سکتا۔ ظالم کا نام نوشیرواں رکھ دینے سے عادل نہیں بن سکتا۔ بزدل کا نام رستم رکھ دینے سے شجاع نہیں ہو سکتا تو مرزا کا نام احمد بھی نہیں ہو سکتا۔ سوچا جا سکتا ہے کہ جس شخص کا پہلا نام سَنْدِھی رہا ہو اور آگے چل کر جو شخص خود کو بھی احمد کا غلام کہتا رہا ہو۔ اپنی تصنیفات میں مرزا غلام احمد کے دستخط کرتا رہا ہو۔ سرکاری ونجی کاغذات میں غلام احمد ہی لکھا جاتا رہا ہو۔ وہ غلام اور مرزا آج اچانک احمد کیسے ہو سکتا ہے؟

اب ایک نظر خاتم الانبیاء a کی ولادت سے قبل اور دور حیات اور بعد از رحلت کی تاریخ پر بھی ڈالتے چلیں اور یہ بھی دیکھیں کہ کس طرح پچھلی کتابوں کی وجہ سے لوگ آپ a کو احمد کے نام سے جانتے تھے۔ قرآن مجید میں تبع نامی شخص کا ذکر کیا گیا ہے جو یمن کے بادشاہوں میں سے تھا۔ ایک مرتبہ اس نے مدینہ پہنچ کر اوس، خزرج اور یہود سے جنگ شروع کر دی۔ اہل مدینہ دن کو لڑتے اور رات کو اس کی مہمانی کرتے۔ تین دن تک یہی سلسلہ چلتا رہا۔ بالآخر تبع شرمندہ ہو کر صلح کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اسی دوران یہودی کہنے لگے کہ آپ اس شہر کو کبھی فتح نہیں کر سکتے! تبع نے سوال کیا کہ ایسا کیوں؟ اسے جواب ملا کہ اس شہر میں ایک نبی وارد ہوں گے۔ جن کا نسبی تعلق قریش سے ہوگا۔ تبع نے یہ جواب سن کر یہ اشعار پڑھے:

أَلْقَىٰ إِلَيَّ نَصِيحَةً كَيْ أَزْدَجِرَ　　عَنْ قَرْيَةٍ مَحْجُورَةٍ بِمُحَمَّدِ

اس نے مجھے یہ نصیحت کی کہ میں اس آبادی سے ہٹ جاؤں جو محمد کی وجہ سے محفوظ کی گئی ہے۔

شهدت علی احمد انه　　رسول من الله باری النسم

میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد اللہ کے رسول برحق ہیں جو کہ جان آفرین ہے۔

فلو مد عمری الی عمرہ لکنت وزیرا لہ وابن عم

اگر میری عمران کی عمر تک لمبی ہوگئی تو میں ضرور ان کا وزیر اور ابن عم یعنی مددگار رہوں گا۔

خلیفہ چہارم سیدنا علی مرتضیٰؓ نے فرقہ خوارج کے مقابلہ میں جو اشعار پڑھے ہیں۔ ان میں انہوں نے آپ a کے احمد نام کو ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

يا شاهدَ الخيرِ عليَّ فاشهدِ أنی علی دينِ النبی احمدَ

من شك فی الله فانی مهتدی

اے خیر کی گواہی دینے والے! تو گواہ رہنا کہ میں دین احمد پر ہوں۔ اگر کوئی خدا کے بارے میں شک میں ہو تو ہوتا رہے۔ میں تو یقیناً ہدایت پر ہوں۔ گویا:

در فیض محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے

شاعر رسول حضرت حسان ابن ثابتؓ کے درج ذیل اشعار بھی خاتم الانبیاء کے احمد نام ہونے کی شہادت دے رہے ہیں۔ دیوان حسان میں ہے:

فمن کان او من قد یکون کاحمد لحق او نکالا لملحد

حق کو مستحکم کرنے اور ملحد کو رسوا کرنے میں احمد a جیسا نہ کوئی ہے اور نہ کوئی ہوگا۔

لطالت وقوفا تذرف العین جهدها علی طلل الذی فیه احمد

آنکھ پورے زور سے برس رہی ہے اور میں قبر کے اس ڈھیر پر دیر سے کھڑا ہوں جس میں احمد ہیں۔

خود نبی آخر الزماں a کی لخت جگر حضرت فاطمہ زہراءؓ نے اپنے والد کے بارے میں جو اشعار کہے ہیں ان میں اسم احمد کا استعمال کیا ہے:

صُبَّتْ عَلَیَّ مصائبُ لو أنها صُبَّتْ علی الایامِ صِرنَ لَیالیها

مجھ پر ایسے مصائب ٹوٹ پڑے کہ اگر وہ دن پر پڑتے تو وہ بھی راتیں بن جاتے۔

ماذا عَلَیَّ مَن شَمَّ تربةَ أحمدَ ان لا یَشُمَّ مُدی الزمان غوالیا

جو کوئی احمد a کی قبر سونگھ لے اسے ساری زندگی کوئی اور خوشبو سونگھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

قرآن وحدیث، تفسیر وتاریخ اور ادب کے حوالجات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ محمد اور احمد نبی آخر الزماں کے وہ نام ہیں جو امت مسلمہ میں تواتر کے ساتھ مستعمل اور معروف ومشہور ہیں اتنی وضاحت کے بعد کوئی شخص خلاف اسلام عقیدہ رکھ کر خود کو احمدی کیسے کہہ سکتا ہے؟ اب اگر قادیانی خود کو احمدی کہتے ہیں تو وہ تمام حقائق کا انکار کر کے اس کا مطلب یہی لیتے ہیں کہ اس آیت کا مصداق مرزا غلام احمد قادیانی ہے نہ کہ محمد مصطفیٰ a۔ میں کہتا ہوں کہ یہ نہ صرف یہ کہ کفر بلکہ زبردست کفر ہے۔ اس لئے ان کو مرزائی یا غلمدی یا قادیانی کہا جائے بھول کر بھی احمدی کہنے کی غلطی نہ کی جائے۔ (مستفاد: القول الارشد فی تفسیر اسمہ احمد، از مولانا عبداللطیف مسعود، وبشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی، از جناب بابو پیر بخش امرتسری)

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت اور اس کا انجام!

مولانا قاضی احسان احمد!

ابتدائے اسلام سے لے کر آج تک امت مسلمہ قرآن وسنت، متواتر احادیث، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ، فقہاء ومحدثینؒ کی تصریحات اور اجماع کی روشنی میں اس عقیدہ پر گامزن ہے کہ آنحضرت a اللہ رب العزت کے آخری نبی ہیں۔ آپ a کے بعد جس کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، خواہ وہ مسیلمہ کذاب کی طرح کلمہ گو ہو، یا وہ عقیدہ ختم نبوت کا کھلم کھلا منکر ہو یا مسیلمہ کذاب کی طرح یہ کہتا ہو کہ آپ a کے بعد چھوٹے چھوٹے نبی آسکتے ہیں یا سجاح بنت حارث کی طرح یہ کہتا ہو کہ مردوں کی نبوت ختم ہوچکی ہے۔ اب عورتیں نبی بن سکتی ہیں یا آنجہانی جہنم مکانی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اس بات کا مدعی ہو کہ غیر تشریعی، ظلی، بروزی اور امتی نبی آسکتا ہے۔ وہ دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا۔

آیئے اس اصول کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی نبوت ملاحظہ فرمائیں:

۱...... ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

۲...... ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔'' (ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

۳...... ''میں رسول اور نبی ہوں، یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔'' (نزول مسیح ص۳، خزائن ج۱۸ ص۳۸۱)

قارئین کرام! مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص۷۳، خزائن ج۲۲ ص۷۶) کے حاشیہ پر یوں لکھا ہے:

۴...... ''خداتعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں...... اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں، یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔''

وہ بھولے بھالے مسلمان اور قادیانیت سے ناواقف قادیانی، جنہیں مرزائی پارٹی مرزا غلام احمد قادیانی کے ان کفریہ عقائد پر مبنی حوالہ جات سے دور رکھے ہوئے ہے۔ غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی اپنی تحریرات کے آئینہ میں دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کی پیروی کر کے اپنے آپ کو جہنم کے گڑھے میں نہ گرائیں۔ بلکہ محمد a کا دامن تھام لیں اور کامیابی کی راہ پر چلیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق کامل نصیب فرمائے۔ آمین!

قارئین کرام! مرزا قادیانی کے دعاوی نبوت آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ اب ایک قادیانی دجل ملاحظہ ہو جسے عام طور پر قادیانی نہایت سادگی کے ساتھ پیش کر کے معصوم مسلمانوں کو دھوکا اور شک میں مبتلا کرنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔

قادیانی دجل اور اس کا شافی حل

قادیانی مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت اور مرزا قادیانی کو سچا ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی

ایک آیت کو بطور استشہاد کے پیش کر کے دجل کرتے ہیں۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

’’ولو تقول علینا بعض الا قاویل، لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین (الحاقہ:۴۴)‘‘ ترجمہ:’’اگر محمدؐ ہماری طرف سے کچھ باتیں گھڑ کر منسوب کرے تو ہم ان کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے، پھر ہم اس کی شہ رگ کاٹ دیتے۔‘‘

مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹی بات منسوب کر کے آدمی زندہ نہیں رہ سکتا، مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی زندگی میں کئی الہامات پیش کئے جن کا عرصہ تقریباً ۲۳ سال بنتا ہے۔مگر مرزا قادیانی کو کچھ نہیں ہوا۔معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے دعاوی میں سچا تھا۔اگر جھوٹا ہوتا تو اس پر خدائی پکڑ آتی اور اس کی بھی شہ رگ کاٹ کر ذلیل ورسوا کیا جاتا۔یہ ہے قادیانی دجل۔

اس کا دجل کا جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو ایک منٹ کی بھی مہلت اور چھوٹ نہیں ملی۔قادیانی ۲۳ سال کی بات غلط کرتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نبوت کا دعویٰ کرتا۔پھر اس سے انحراف کرلیتا۔کبھی اپنے آپ کو ظلی نبی کہتا، کبھی بروزی نبی، کبھی تشریعی اور کبھی غیر تشریعی نبی کہتا تھا۔مرزا قادیانی اپنے دعاوی میں خود شک وشبہ میں مبتلا تھا جس کو یقین ہی نہیں تھا۔

چنانچہ اس کا بیٹا مرزا محمود کہتا ہے کہ:’’۱۹۰۱ء تک حضرت صاحب کو یہ ہی نہیں پتا چلا کہ نبی کسے کہتے ہیں۔‘‘غور فرمائیں جو خود مدعی نبوت ہے اس کو یہی نہیں معلوم کہ نبی کسے کہتے ہیں۔

اب ۱۹۰۱ء میں مرزا قادیانی نے کھل کر یہ دعویٰ کیا کہ میں نبی ہوں۔اب غور فرمائیں کہ ۲۳؍مئی ۱۹۰۸ء کو’’اخبار عالم‘‘ کے نام سے ایک پرچہ شائع ہوتا تھا۔اس میں خبر شائع ہوئی کہ:

’’تقدس مآب مرزا صاحب نے اپنی نبوت کا انکار کردیا۔‘‘مرزا قادیانی کی کسی سے گفتگو ہوئی تو کہا کہ: ’’میں تو نبی نہیں ہوں۔ایسے میں مولوی مجھے بدنام کرتے ہیں۔میں نے تو نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔‘‘

۲۳؍مئی ۱۹۰۸ء کا یہ اخبار عالم کا پرچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے دیکھا تو اس نے اخبار کے ایڈیٹر کو خط لکھا کہ: آپ نے ۲۳؍مئی کے پرچے میں یہ لکھا ہے کہ گویا میں نے اپنی نبوت سے انکار کردیا ہے۔یہ صحیح نہیں۔’’ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں اور میں اس دعویٰ پر قائم ہوں جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔‘‘

ایڈیٹر’’اخبار عام‘‘ نے مرزا قادیانی کا یہ خط ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو شائع کردیا۔اللہ کی قدرت فیصلہ ربانی آپہنچا۔ادھر صبح اخبار چھپ کر آیا۔مرزا قادیانی کا اعلانِ نبوت سامنے آیا۔ادھر قہر خداوندی مرزا قادیانی پر نازل ہوا۔۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء ہی کے دن دس بجے وبائی ہیضہ کا شکار ہو کر جہنم واصل ہوگیا۔

قرآن کریم کا اعلان حرف بحرف مرزا قادیانی پر ہی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے مدعی نبوت کو افتراء پردازی میں جہنم رسید کردیا۔

ظلمت سے نور تک!

سابق نامور قادیانی لیاقت علی کا مرزا مسرور احمد کو مناظرے کا کھلا چیلنج

قسط نمبر:1

جناب اکرام اللہ!

نعمت ایمان بلاشبہ وہ نور ہے جسے بجھایا جا سکتا ہے نہ اس کی لو کو کم کیا جا سکتا ہے۔ ایمان کا معاملہ بنیادی اور مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر طالب حقیقی بالآخر اس سے منور ہو کر رہتا ہے۔ کون جانتا تھا کہ ضلع خوشاب کے گاؤں پیلووینس جسے علمی و تعلیمی لحاظ سے پورے پاکستان کے دیہاتی علاقوں پر سبقت حاصل ہے۔ وہاں کے معروف و معزز لیاقت علی قادیانیت سے تائب ہو کر سیدنا خاتم المرسلین a کے دامن میں چلے جائیں گے۔ بہرحال اس علاقہ کی مثال پورے ملک میں گونجی کہ قادیانیت ترک کر کے اسلام میں آنے والے لیاقت علی کو دنیاوی اعتبار سے کسی بھی چیز کی طلب نہ تھی۔ عرصہ پچاس سال پر محیط اس زندگی میں وہ ہمیشہ دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتے رہے۔ اسی اثنا میں خواب میں روضہ اطہر کی زیارت نصیب ہوئی۔ مرزا قادیانی کے کفر و دجل کا یقین آیا۔ ایمانی رشتہ مرزا غلام احمد قادیانی سے توڑ کر اپنے پیارے آقا محمد رسول اللہ a سے جوڑ لیا۔ اب وہ پورے علاقہ میں بطور مثال بیان کئے جاتے ہیں۔

جب لیاقت علی صاحب کو پتا چلا میرے چھوٹے بھائی ظہیر علی صاحب جو کہ قادیانی جماعت کے صدر تھے۔ ان کے گھر قادیانی مربی (ضلع خوشاب) ظہور احمد اور سرفراز (مقامی مربی پیلووینس) اور مبلغ اسلام ملک عرفان محمود برق (سابق قادیانی) کے درمیان مناظرہ ہونے والا ہے۔ نہ چاہتے ہوئے وہاں گئے۔ بڑی توجہ سے مناظرہ سنا۔ برق صاحب نے ثابت کیا کہ مرزا قادیانی قرآن کا دشمن ہے اور قرآنی آیات کی من مانی تفسیر کا مرتکب ہے۔ قادیانی مربیوں کو ذلت آمیز شکست ہوئی۔ اللہ رب العزت نے اسلام کو فتح دی۔ مناظرہ کے نتیجہ میں قادیانی جماعت کے مقامی صدر ظہیر علی صاحب قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسی وقت اسلام کی آغوش میں آ گئے۔ جب لیاقت علی سے پوچھا گیا کہ آپ قادیانی مربیوں کے دلائل سے مطمئن ہیں یا نہیں؟ آہ! بھر کر کہنے لگے۔ میں قادیانی دلائل سے مطمئن نہیں ہوں۔ لیاقت صاحب نے یہ بات قادیانی مربیوں کے سامنے کہی تھی۔

قادیانی مربیوں کو لیاقت علی صاحب کا یہ جملہ بہت گراں گذرا۔ ندامت سے سر جھکائے اور شکست خوردہ مربیوں نے اپنے گھر کی راہ لی۔ اسلام کا بول بالا ہوا اور قادیانیت کا منہ کالا ہوا۔ پھر لیاقت علی صاحب (قادیانی سیکرٹری) نے چناب نگر سے قادیانیت کی تمام کتب بالخصوص سیرت المہدی اور روحانی خزائن کی ۲۳ جلدیں اور ملفوظات منگوا کر یکسوئی سے مطالعہ کیا۔ جب انہوں نے مقام نبوت محمدیہ a اور مرزا قادیانی کی سیرت کا موازنہ کیا تو فوراً شمع ایمان روشن ہوئی۔ انہیں معلوم ہوا کہ بطحا سے طلوع ہونے والے کتنے صادق اور امین ہیں۔ جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ صداقت، امانت اور شرافت کی گواہی دے رہا ہے۔ جب کہ متنبی مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کا ہر پہلو دجل و فریب، کذب و خیانت سے لبریز ہے۔ یہی وہ لمحہ تھا کہ وہ نبی پاک a سے وفا کرتے ہوئے آپ a

کے دامن وا آغوش میں آ گئے۔ایک ایسا گھرانہ جو چناب نگر کی فرضی اور گمراہ کن جنت میں دفن ہونے کے لئے سالانہ چندہ دیا کرتا تھا۔اب وہ دل وجان سے عقیدۂ ختم نبوت کے لئے سب کچھ لٹانے کو تیار ہے۔یہ ۱۲ر فروری ۲۰۱۲ء کا واقعہ ہے کہ ختم نبوت میں مناظرہ کی روئیداد پڑھی۔جس کے نتیجہ میں چند بھولے ہوئے مسافر راہ حق پر آ گئے۔چند لوگ کفر کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کی روشنی تک پہنچ گئے۔کچھ دنوں بعد محترم عرفان محمود برق صاحب کا ایک پیغام ملا کہ پیلووینس میں ایک خوش نصیب لیاقت علی (پٹواری محکمہ مال) جو کہ قادیانی جماعت کے سیکرٹری تھے اور ظہیر علی کے بڑے بھائی ہیں انہوں نے بھی بمعہ اہل خانہ اسلام قبول کر لیا ہے۔فون پر ان کو مبارک باد دی۔۲۲ر اپریل ۲۰۱۲ء راقم بمعہ احباب مبارک باد دینے موضع پیلووینس گیا۔محترم لیاقت علی انتہائی خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ جب اس خوش بخت کی زیارت کے لئے ہم ان کے ہاں حاضر ہوئے تو انہوں نے بالتفصیل اپنے قبول اسلام کو بڑے بلیغ اور مؤثر انداز میں پیش کیا۔ان کا ہر لفظ یقین وایمان سے لبریز تھا۔مختصر کہ گفتگو اس عزم کی آئینہ دار ہے کہ اسلام کی تابانیاں تاابد قائم رہیں گی۔

محترمی لیاقت علی صاحب کا قبول اسلام خود ان کی زبان سے جو معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ دور نبوت محمد عربی a میں جب بھی کوئی آپ a سے ملتا حتی تاثرات فوری کا فور ہوتے اور ان کی زبان سے کلمہ حق کی گواہی نکلتی اور دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے۔ان کی گفتگو سے قادیانیت کے مندرجہ ذیل پہلو واضح ہوئے جن کی وجہ سے وہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

سیرت مرزا

ان کے بقول سیرت مرزا قادیانی کی حقیقت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص قطعاً نبی نہیں بلکہ دجال وکذب ہے۔تاجر اور سوداگر ہے۔مکروفریب کا چلتا پھرتا مجسمہ ہے۔جب کہ نبی ورسول تو اپنے ہر عمل میں صداقت وسچائی کا مظہر ہوتا ہے۔یہ رائے اور دعوت ہر گمراہ کے لئے ہے کہ واپس اسلام میں آ جائے۔اسلام ہی راہ نجات ہے اور قادیانیت جہنم کا راستہ ہے۔مکروفریب،دھوکہ دہی،اسلام دشمنی کا دوسرا نام قادیانیت ہے۔

جب ان سے پوچھا کہ لوگ قادیانیت کو کیوں قبول کر لیتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ لوگوں کی اکثریت دین اسلام کے معارف سے ناواقف ہوتی ہے۔قادیانی مربی جب مرزا قادیانی کا ابتدائی تعارف کرواتے ہیں تو مرزا قادیانی کو بطور خادم اسلام،مناظر اسلام،مجدد وغیرہ پیش کرتے ہیں۔بتاتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے آریہ سماج سے اور عیسائیوں سے مناظرے کئے۔چودھویں صدی کا مجدد تھا وغیرہ اور اسلام سے ناواقف اور بھولے بھالے لوگ قادیانیت کو قبول کر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اصل اسلام یہی ہے۔جب ایک دفعہ عقیدت بن جائے اور کسی کو قبول کر لیا جائے تو پیچھے ہٹنا مشکل ہو جاتا ہے۔اسی طرح ہمارے آباؤاجداد نے قادیانیت کو قبول کیا تھا اور میں نسلاً قادیانی تھا۔ کبھی مسلمانوں کے عقائد پر غور کرنے کا موقع نہ ملا۔میں ہمیشہ یہ نظریہ رکھتا تھا کہ مسلمانوں کے علماء کرام کچی بات نہیں کرتے اور ہمارے مربی پکی بات کرتے ہیں۔مگر اس مناظرہ نے میری آنکھیں کھول دیں۔جب قادیانی مربی، عرفان محمود برق کے سوالات کا جواب نہ دے پائے۔یہ حقیقت مجھ پر آشکارا ہوئی کہ قادیانی مربیوں کے پاس سوائے

احتساب قادیانیت جلد ۴۶ کا مقدمہ!

مولانا اللہ وسایا!

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد!

اللہ رب العزت کے فضل واحسان سے احتساب قادیانیت جلد چھیالیس (۴۶) پیش خدمت ہے۔

۱/۱...... اسلام اور مرزائیت: حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ پکالاڑاں ضلع رحیم یارخان کے رہائشی تھے۔ جامعہ عباسیہ بہاولپور سے علامہ کیا۔ شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ، حضرت مولانا محمد صادق بہاولپوریؒ، حضرت مولانا عبیداللہ ثانی شیخ الجامعہ جیسے اساتذہ سے آپ نے کسب فیض کیا۔ فراغت کے بعد احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور میں جامعہ عباسیہ کے تحت فاضل ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ بہت ہی ثقہ عالم دین تھے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور بعد میں حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ سے آپ کے بہت ہی محبانہ تعلقات تھے۔ مولانا جلال پوریؒ کے حکم پر وفاق المدارس کے نصاب میں شریک کتاب ’’آئینہ قادیانیت‘‘ پر آپ نے نظرثانی فرمائی تھی۔ آپ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کی ہر تصنیف گرانمایہ علمی خزانہ ہے۔ آپ کی زیرنظر کتاب ’’اسلام اور مرزائیت‘‘ اگست ۱۹۸۸ء کا ایڈیشن احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت پر اللہ رب العزت کے حضور سجدہ شکر بجالاتا ہوں۔ یاد رہے ’’اسلام اور مرزائیت‘‘ اگست ۱۹۸۸ء کے ایڈیشن میں ہمارے ایک مخدوم زادہ مرحوم کا مقدمہ بھی تھا۔ اس میں کئی وقت یا کسی وجہ سے رد قادیانیت پر کام کرنے والوں کی تفصیلات تو دیں۔ لیکن نامکمل، مثلاً حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، مولانا عنایت اللہ چشتیؒ ایسے کئی حضرات کے نام ہی سرے سے غائب ہیں۔ جن اداروں نے رد قادیانیت پر جانگسل محنت کی ان کے ذکر میں بھی غالباً غیرارادی طور پر بعض نام ذکر نہ ہوئے۔ یہ تحریر گرانمایہ ہونے کے باوجود اصلاح طلب تھی ورنہ تاریخی طور پر اس کا درج کرنا ٹھیک نہ ہوتا۔ ایک فوت شدہ اپنے مخدوم کی تحریر میں پیوندکاری کی جرأت نہ پاکر سرے سے مقدمہ کو نہ مکمل ہونے کے باعث شامل نہیں کیا۔

قارئین! احتساب کی تیاری میں بسااوقات ایسی مشکلات میں گھر جاتا ہوں کہ گویم مشکل است نگویم مشکل تر است کا ماحول درپیش آجاتا ہے۔ مقدمہ شائع کرتا تو نامکمل بلکہ...... اور اگر شائع نہ کروں تو قابل ملامت کہ ’’تاریخ مسخ ہوگئی‘‘، ’’ہمارا نام برداشت نہیں‘‘ دونوں طرف مشکل کے پہاڑ۔ خیر اسی پر بس کرتا ہوں۔

۲/۲...... عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام قرآن وسنت کی روشنی میں: یہ کتاب بھی حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ کی تالیف مبارک ہے۔ مولانا محمد اسحاق سندیلوی کی ’’دینی نفسیات‘‘ حصہ سوم باب چہارم میں نزول مسیح علیہ السلام کا انکار کیا گیا ہے۔ اس پر مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ نے مواخذہ کیا۔ تو جگہ بجگہ مرزا قادیانی ملعون کا رد بھی

آ گیا۔ احتساب کی اس جلد میں اس کتاب کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

۳/۴...... لہ دعوۃ الحق: یہ کتاب بھی حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مرحوم کی تصنیف لطیف ہے۔ دسمبر۱۹۸۸ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔ قادیانیوں کے دجل وفریب کے شکار لوگوں کو دعوت حق کے نقطۂ نظر سے لکھی گئی۔ نمبر۱،۳...... یہ دونوں کتابیں عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان کے شعبہ نشرواشاعت سے شائع ہوئیں۔

۴...... السیوف الکلامیہ لقطع الدعاوی الغلامیہ: مفتی آگرہ مولانا عبدالحفیظ حقانی حنفی نے ۱۹۳۴ء میں یہ کتاب تحریر فرمائی۔ مصنف نے خود ابتداء میں اس کتاب کے تعارف پر بہت کچھ لکھ دیا ہے۔ اس لئے مجھے اس پر لکھنے کی ضرورت نہیں۔

۵...... انوار ایمانی...... برائے کشف حقیقت القائے قادیانی: مخدوم العلماء والصلحاء حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ نے ملعون قادیان مرزا قادیانی کے رد میں ’’فیصلہ آسمانی درباب مسیح قادیانی‘‘ شائع فرمایا۔ (جو احتساب قادیانیت کی جلدے میں شائع ہوچکی ہے) حق تعالیٰ شانہ نے اس کتاب کو اہل اسلام کے لئے واقعی فیصلہ آسمانی بنادیا کہ کئی قادیانی اس کتابچہ کو پڑھ کر مسلمان ہوگئے۔ کتاب کیا شائع ہوئی کہ قادیانیوں کے گھروں میں کہرام قائم ہوگیا۔ قادیانیوں نے اس کے تین جواب لکھے۔ ’’نصرت یزدانی‘‘، ’’برق آسمانی‘‘، ’’القاء ربانی‘‘ خانقاہ مونگیر سے ان تینوں کتابوں کا جواب شائع ہوا۔ ’’نصرت یزدانی کا جواب تائید ربانی در ہزیمت قادیانی‘‘ شائع ہوا۔ یہ کتاب احتساب قادیانیت کی جلد پینتالیس(۴۵) میں شائع ہوچکی ہے۔ ’’القائے ربانی‘‘ کا جواب یہ کتابچہ ہے جو احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شائع ہورہا ہے۔ اس کے مرتب مولانا ابرار حسین پٹنی ہیں۔ اپریل۱۹۱۴ء میں یہ کتاب اوّلاً شائع ہوئی۔ اٹھانوے سال بعد اب دوبارہ شائع ہورہی ہے۔ ’’برق آسمانی‘‘ کا جواب ’’شہاب ثاقب بر خاطف الملقب بہ صواعق ربانی بر مؤلف برق آسمانی‘‘ ہے۔ یہ کتاب ابھی تک دستیاب نہیں ہوئی۔

۶...... ردّ الشبہات القادیانیہ، بالاحادیث والآیات القرآنیہ: حضرت مولانا عبدالقادر ساکن مقام سات گڑھ پیرم پیٹ ضلع شمالی ارکاٹ کی تالیف ہے۔ جو شوال ۱۳۱۳ھ مطابق مارچ ۱۸۹۶ء میں مطبع نامی شہر کانپور میں شائع ہوئی۔ دہلی میں مولانا محمد بشیر سہسوانیؒ اور ملعون قادیان کا تحریری مباحثہ ہوا۔ جسے ملعون قادیان نے ’’مباحثہ دہلی‘‘ اور مولانا محمد بشیر صاحب نے ’’الحق الصریح فی حیات المسیح‘‘ کے نام پر شائع کیا۔ ’’الحق الصریح‘‘ احتساب قادیانیت کی جلد۴۲ میں شائع ہوچکی ہے۔ مباحثہ دہلی میں ملعون قادیان نے جو مزعومہ دلائل پیش کئے اس کتاب میں مولانا عبدالقادر صاحب نے ان پر محاکمہ کیا ہے۔

۱/۷...... تحفۃ العلماء فی تردید مرزا...... تحریف مرزا: انگریز کے زمانہ میں شاہ پور ضلع تھا۔ سرگودھا بعد میں ضلع بنا۔ قیام پاکستان سے قبل مولانا قاضی عبدالغفور ساکن پنجیہ براستہ مٹھہ ٹوانہ ضلع شاہ پور نے یہ کتابچہ تحریر فرمایا۔

۲/۸...... اکاذیب مرزا: یہ رسالہ بھی قاضی عبدالغفور صاحب کا ہے۔ یاد رہے دونوں رسائل میں حوالہ جات بعینہ مصنف نے نقل نہیں کئے۔ اپنی طرف سے حوالہ جات کا مفہوم نقل کیا۔ بہت سارے حوالے خلط ملط کردیئے۔ اس لئے حوالہ جات میں بہت دقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۹...... نیامِ ذوالفقار علیؒ (۱۳۲۹ھ) بر گردن خاطی مرزائی فرزند علیؒ (۱۳۲۹ھ): یہ کتاب مولانا شیر نواب خان حنفی نقشبندی مجددی قصوری کی مرتب کردہ ہے۔ اس کے نام کے دونوں حصوں میں اس کتاب کا سن اشاعت نکلتا ہے۔ اس طرح اس کا ایک تاریخی نام ''حقیقت حیات المسیح ابن مریم'' ہے۔ یہ کتاب ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں لکھی گئی۔ اس میں حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر زیادہ زور دیا ہے۔ فرزند علی قادیانی کے قادیانی رسالہ کا یہ کتاب جواب ہے۔ خوب علمی خزانہ ہے۔ ایک سو ایک سال بعد اس کی طباعت ثانی کی اللہ تعالیٰ نے توفیق سے سرفراز فرمایا۔

۱۰...... طریقہ مناظرہ مرزائیت المعروف مرزا کے ڈھول کا پول: مولانا محمد صادق قادری رضوی فاضل جامعہ رضویہ جھنگ بازار فیصل آباد نے ۱۴؍رمضان ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۵؍نومبر ۱۹۶۹ء میں تحریر فرمائی۔

۱۱...... کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟: حضرت مولانا پیر محب اللہ شاہ راشدی جانشین سادس خانقاہ جھنڈا شریف نزد نیو سعید آباد ضلع حیدرآباد کی مرتب کردہ یہ کتاب ہے۔ اس کے آخر میں ''ولادت مسیح علیہ السلام'' کا عنوان قائم کر کے تفسیر ثنائی مصنفہ مولانا ثناء اللہ امرتسری ص ۴۳ تا ۴۸ کو مع حاشیہ کے نقل کر دیا گیا ہے۔ مولانا محب اللہؒ نے اسے نومبر ۱۹۸۹ء میں مرتب کیا۔ لیکن اس کی اشاعت مئی ۲۰۰۳ء میں ہوئی۔

۱۲...... کیا قادیان میں مناظرہ قبول کیا جائے گا؟: مولانا عبدالکریم صاحب مباہلہ پہلے قادیانی ہوئے۔ پھر آپ نے اسلام قبول کیا۔ آپ کی کتب ورسائل احتساب قادیانیت جلد ۲۷ میں ہم شائع کر چکے ہیں۔ یہ رسالہ بھی ان کا شائع کردہ ہے۔ بعد میں ملا۔ اب اس جلد میں شامل کیا جارہا ہے۔ یہ تاریخی رسالہ ہے۔ آپ نے جب قادیانیت ترک کی تو شعبہ تبلیغ احرار اسلام ہند امرتسر کے آپ ناظم تبلیغ مقرر ہوئے۔ اس رسالہ میں ہمارے استاذ محترم مولانا محمد حیاتؒ، اور مولانا عنایت اللہ چشتیؒ کی مختصر ماہانہ تبلیغی رپورٹ بھی شامل ہے۔ یہ تو طے ہے کہ پاکستان بننے سے قبل کا یہ رسالہ ہے۔ لیکن کب شائع ہوا یہ کہیں درج نہیں۔

۱۳...... سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی باطل شکن مجاہدانہ تقریریں: ہمارے دفتر مرکزیہ کی لائبریری میں ۵۵ صفحات پر مشتمل ایک قلمی خوشخط کاتب کی لکھی ہوئی کاپی ملی۔ جس کے ٹائٹل پر ملک فتح محمد ولد الحاج محمد بخش اعوان لکھا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کراچی دفتر میں بہت پہلے ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۴ء کے درمیان ایک صاحب فتح محمد صاحب ہوتے تھے۔ بھارے جسم اور درمیانے قد کے تھے۔ رنگ پکا، رنگ سے کہیں زیادہ خود پکے نظریاتی جماعتی ساتھی تھے۔ غالب گمان ہے کہ یہ کاپی ان کی کتابت کروائی ہوئی ہے۔ حضرت امیر شریعتؒ کی جو تقریر جس اخبار میں شائع ہوئی اس کے حوالے سے انہوں نے اس تقریر کو کاپی میں خوشخط لکھوالیا۔ نہیں معلوم کہ جن دوستوں نے حضرت امیر شریعتؒ کے خطبات شائع کئے ان میں یہ تقریریں شائع ہوگئی ہیں یا نہیں۔ اس میں حضرت امیر شریعتؒ پر کچھ شعراء کا کلام بھی ہے۔ فقیر نے اس پورے مسودہ کو احتساب کی اس جلد میں شامل کر لیا کہ چلو یہ مسودہ محفوظ ہو جائے گا۔ نیز یہ کہ احتساب قادیانیت کی اس کتاب کو حضرت امیر شریعتؒ سے ایک نسبت بھی حاصل ہو جائے گی۔ کیونکہ وہ ہمارے امیر اوّل تھے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی رہنما، ان کا حق بھی ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو ان کے نقش

قدم پر چلنے کی توفیق رفیق فرمائیں۔

۱۴...... قہر یزدانی بر قلعہ قادیانی: مولانا مفتی نظام الدینؒ ملتانی تھے۔ بعد میں وزیر آباد شہر میں منتقل ہوئے۔ وہاں وصال ہوا۔ یہ رسالہ آپ کا مرتب کردہ ہے اور خوب سے خوب تر ہے۔

۱/۱۵...... ردقادیانی: مولانا قاضی غلام ربانی چشتی حنفی شمس آباد ضلع اٹک کا یہ رسالہ ہے۔ سیدنا مہدی و سیدنا عیسیٰ علیہم السلام کے ظہور ونزول کے کتب تفاسیر سے حوالہ جات نقل کئے ہیں۔ رسالہ آسان فارسی زبان میں ہے اور خوب ہے۔ ۱۲؍دسمبر ۱۹۴۶ء کو شمس آباد میں انتقال ہوا۔ وہاں ہی مزار مبارک ہے۔

۱۶/۲...... مرزا کی غلطیاں: ملعون قادیان مرزا غلام احمد قادیانی نے اعجاز المسیح، اعجاز احمدی کے نام پر قصیدہ شائع کر کے مقابلہ کے لئے دعوت دی۔ مولانا قاضی غلام ربانی نے مرزا قادیانی کی کتاب اعجاز المسیح سے مرزا قادیانی کی غلطیاں نکال کر مرزا قادیانی کے چیلنج کے غبارہ کو ناکارہ کردیا۔ مولانا غلام ربانی شمس آبادی ضلع اٹک کا رسالہ ہے۔ یہ دونوں رسائل اس جلد میں شامل کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

غرض احتساب قادیانیت جلد چھیالیس (۴۶) میں پندرہ کتب ورسائل شامل ہیں۔ ان میں:

۱......	حضرت مولانا محمد عبداللہ احمد پوریؒ	کی	۳	کتب
۲......	مولانا عبدالحفیظ حقانی حنفی آگرہ	کی	۱	کتاب
۳......	مولانا ابرار حسین چشتی	کی	۱	کتاب
۴......	مولانا عبدالقادر سات گڈھی	کی	۱	کتاب
۵......	مولانا قاضی عبدالغفور شاہپوری	کے	۲	رسائل
۶......	مولانا شیر نواب خان قصوری مجددی	کا	۱	رسالہ
۷......	مولانا محمد صادق قادری رضوی	کا	۱	رسالہ
۸......	مولانا پیر محب اللہ راشدی	کا	۱	رسالہ
۹......	مولانا عبدالکریم مباہلہ	کا	۱	رسالہ
۱۰......	جناب ملک فتح محمد اعوان	کا	۱	رسالہ
۱۱......	مولانا ابومنظور محمد نظام الدین قادری ملتانی	کا	۱	رسالہ
۱۲......	مولانا قاضی غلام ربانی شمس آبادی	کے	۲	رسائل

گویا ۱۲ حضرات کے کل ۱۶ رسائل وکتب

اس جلد میں شامل ہیں۔ فلحمدلله علیٰ ذالك!

محتاج دعاء ...... فقیر اللہ وسایا ...... حال وارد کراچی

۸؍رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ، بمطابق ۲۸؍جولائی ۲۰۱۲ء

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

تونسہ شریف گستاخ رسول کے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل تونسہ شریف کے امیر مولانا عبدالعزیز لاشاری نے پریس ریلیز جاری کرتے ہوئے کہا کہ گستاخ رسول عبدالغفور قیصرانی کے خلاف مقدمے کی سماعت ایڈیشنل جج حاجی محمد اسلم تونسہ شریف کی عدالت میں شروع ہوگئی ہے۔ تونسہ شریف کوٹ قیصرانی میں ۲۲؍اپریل کو گستاخ رسول عبدالغفور قیصرانی نے رسول پاک a کی شان میں گستاخانہ الفاظ ادا کئے تھے۔ کوٹ قیصرانی کے مسلمانوں نے تھانہ ریتڑہ میں ۲۹۵سی کے تحت مقدمہ درج کرنے کی درخواست دی۔ چنانچہ پولیس نے پرچہ درج کرکے ملزم کو گرفتار کرلیا ہے۔ ملزم اس وقت ڈسٹرکٹ جیل ڈیرہ غازی خان میں قید ہے۔ پولیس کی تمام تفتیش کے بعد اب مقدمہ کی سماعت شروع ہوگئی ہے۔ اس مقدمہ کی تمام سرپرستی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کررہی ہے۔ ۱۸؍جون کی پیشی پر تحصیل تونسہ کی تمام مذہبی جماعتوں کی دینی قیادت نے شرکت کی۔ اس مقدمے کو ڈیل کرنے کے لئے ختم نبوت ناموس رسالت وکلاء فورم بنایا گیا۔ اس فورم میں سینئر وکیل محمد اقبال خان قیصرانی، سید رضا حسین رضوی ایڈووکیٹ، عبدالرشید قیصرانی ایڈووکیٹ، حق نواز خان قیصرانی ایڈووکیٹ اشتیاق احمد خان لاشاری ایڈووکیٹ نے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ مولانا محمد اقبال مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ڈیرہ غازی خان نے کہا ہے کہ کوئی بھی مسلمان اس گستاخ رسول کی حمایت میں نہ آئے۔ چونکہ یہ حضور a کی عظمت کا مسئلہ ہے۔ اس گستاخ رسول کو اپنے جرم کی سزا ملنی چاہئے۔ مولانا محمد اقبال نے مرکزی جماعت ختم نبوت کی طرف سے پیشی پر حاضری دی اور یقین دلایا ہے کہ اس مقدمہ کی پیروی ہماری جماعت کرے گی۔ اس سے پہلے تمام مذہبی جماعتوں نے ایک کمیٹی بنائی جس میں مولانا عبدالعزیز لاشاری، مولانا امان اللہ، مولانا حبیب الرحمن عثمانی، مولانا غلام فرید قیصرانی، حاجی یار محمد، مولانا عبدالعزیز قبلی، ظہور احمد فاتح، پروفیسر عطاء محمد جعفری، مولانا عبدالرحیم، مولانا عبدالغفور گورمانی۔ اس کمیٹی کی سرپرستی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کرے گی۔ مجلس ختم نبوت ضلع ڈیرہ غازی خان کے امیر عبدالرحمن غفاری، مولانا غلام اکبر ثاقب جنرل سیکریٹری، مولانا محمد اسحق ساجد، مولانا عبدالقدوس چشتی، مولانا عبدالعزیز احسن نے اس واقعہ کی مذمت کرتے ہوئے تحصیل تونسہ شریف کی دینی قیادت کو اپنے تعاون کی یقین دہانی کراتے ہوئے اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ پولیس کی تمام تفتیش مولانا جمال عبدالناصر کی کاوش سے ہوئی۔

گستاخانہ فلم کے خلاف احتجاجی ریلی

بدبخت امریکیوں نے آنحضرت a کی شان اقدس میں گستاخانہ فلم ریلیز کرکے تعصب اور عداوت کی انتہا کردی ہے۔ مسلم دنیا سراپا احتجاج ہے۔ احتجاجی جلوس اور ریلیاں نکالی جارہی ہیں۔ پاکستان میں بھی مذہبی جماعتیں اور تنظیمیں اپنے اپنے طور پر احتجاج کررہی ہیں۔ ۲۱؍ستمبر بروز جمعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام

بھی عظیم الشان ریلی اور احتجاجی جلوس نکالا گیا۔ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ a سے محبت وعقیدت کے جذبات سے سرشار عاشقان رسول ریلی میں شرکت کے لئے جوق در جوق چلے آرہے ہیں۔ اس لئے کہ شفاعت محمدی ہر مسلمان کے دل کی آرزو ہے۔

یہ ۲۱رستمبر جمعہ کا دن ہے۔ ہر مسجد کے منبر ومحراب سے صدائے تحفظ ختم نبوت بلند ہورہی ہے۔ در و دیوار تحفظ ناموس رسالت کے نعروں سے گونج رہے ہیں۔ ہر مسلمان آنحضرت a سے اپنی محبت کا اظہار کرنے کے لئے بے تاب ہورہا ہے۔ نماز سے فارغ ہوئے، مسجدوں کے باہر عاشقان مصطفیٰ a کا ایک جم غفیر عشاق کی فہرست میں نام لکھوانے کے لئے آگے بڑھ رہا ہے۔ قافلے روانہ ہوئے۔ جامعہ علوم اسلامیہ سیّد محمد یوسف بنوری ٹاؤن سے ایک عظیم الشان تحفظ ناموس رسالت ریلی اور احتجاجی مارچ کا اعلان سنتے ہی سب کے سب غازی جاں نثاران محمد a خدام ختم نبوت، رضا کاران ختم نبوت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بینروں تلے جمع ہونے لگے۔ جمعیت علماء اسلام کراچی کے امیر جناب قاری محمد عثمان کی قیادت میں ریلی کا آغاز ہوا۔ ریلی خراماں خراماں نمائش چورنگی پہنچی۔ جہاں پہلے سے موجود عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جمعیت علماء اسلام کے کارکن منتظر تھے۔ قیادت کی آمد پر ریلی میں مزید چار چاند لگ گئے۔ فضا نعروں سے گونج رہی تھی۔ ریلی نمائش چورنگی سے اپنے قافلوں کو لیتے ہوئے تبت سینٹر کی طرف بڑھی۔ ٹرک پر سوار علماء کرام شرکاء ریلی سے مختلف اوقات میں خطاب کرتے رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام نکلنے والی ریلی کا اختتام تاور پر ہوا۔ اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ دہلی کالونی، منظور کالونی، پاکستان چوک اور دیگر علاقوں سے آنے والی ریلیوں اور جے ٹی آئی کے زیر اہتمام نکلنے والی ریلی کا اختتام پریس کلب پر ہوا۔ ریلی سے خطاب کرتے ہوئے علماء کرام نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت ہمارا ایمانی مسئلہ ہے۔ یہ ہماری غیرت وحمیت کا مسئلہ ہے۔ ہم اس کے تحفظ کے لئے اپنی جان قربان کرنا سعادت سمجھیں گے۔ ہم حکمرانوں سے کہتے ہیں کہ وہ ہمارے جذبات امریکی ایوانوں تک پہنچائیں اور بھرپور احتجاج کریں مسلم ممالک مشترکہ لائحہ عمل طے کریں اور امریکا پر دباؤ ڈالیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کے مرتکب کے خلاف قانون بنائیں۔

ختم نبوت کانفرنس فاضل پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۰ راکتوبر کو فاضل پور میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی رہنما مولانا حافظ حسین احمد، مولانا مفتی حبیب الرحمن درخواستی، مولانا سیف الرحمن درخواستی، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مولانا بشیر احمد اور مولانا تاج محمد حنفی سمیت کئی ایک علمائے کرام نے خطاب کیا۔ علمائے کرام نے کہا کہ ملالہ کیس کی آڑ میں دینی جماعتوں، راہنماؤں اور دین دار عوام کی تضحیک ناقابل برداشت ہے۔ مقررین نے کہا کہ میڈیا جس طرح ملالہ کیس کو اٹھا رہا ہے ایسے ہی اس کو جامعہ حفصہ اور لال مسجد اسلام آباد کے شہداء کا کیس اٹھانا چاہئے تھا۔ امریکی ایجنٹوں نے یہ مسئلہ کھڑا کرکے حرمت رسولؐ تحریک سے توجہ ہٹانے کی کوشش کی ہے۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔

تاویلات اور جھوٹ کے کچھ بھی نہیں۔ لیاقت علی صاحب نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بتایا۔ قادیانیت کو قبول کرنے کا سبب عقیدہ مہدی بھی ہے۔ مسلمانوں کو حضرت مہدی رضوان اللہ کا انتظار ہے اور مہدی رضوان اللہ کی پہچان سے ناواقف ہوتے ہیں کہ ان کا نام کیا ہوا گا۔ ذات کیا ہوگی۔ کس ملک میں ہوں گے۔ اس لاعلمی سے بھی قادیانیت کو قبول کر لیتے ہیں۔ چونکہ عقیدہ مہدی پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا۔ جب مرزا قادیانی نے کہا کہ میں مہدی ہوں۔ مہدی کی پہچان جو احادیث میں درج تھی مرزا قادیانی تاویل کر کے ان کا مصداق خود بن بیٹھا۔ جب کہ مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ کافی تھا کہ مہدی نبوت کا دعویٰ نہیں کرے گا۔ مسیح موعود کا دعویٰ بھی نہیں کرے گا۔ ان کا نام محمد ہوگا۔ ان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔ وہ سادات سے ہوگا۔ مدینہ طیبہ میں پیدا ہوگا۔ مکہ مکرمہ میں مہدی کا ظہور ہوگا۔ ان نشانوں میں مرزا قادیانی میں کوئی ایک نشانی بھی نہیں پائی جاتی۔ یہی باتیں میری ہدایت کا سبب بنتی چلی گئیں۔ سیرت المہدی کتاب نے قادیانیت کو سمجھنے میں میری بہت مدد کی۔

دعا کی درخواست: سیرت المہدی کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ ایک صاحب حیثیت کے ہاں نرینہ اولاد نہ تھی۔ مرزا قادیانی کو دعا کرنے کے لئے کہا۔ مرزا قادیانی نے دعا کے عوض ایک لاکھ روپیہ کی کثیر رقم کا مطالبہ کیا۔ اتنے پیسے لے کر دعا کروں گا۔ جب کہ پیسے لے کر دعا کرنا شان نبوت کے خلاف ہے۔ مرزا قادیانی نے دعا کرنے سے انکار کر دیا اور وہ آدمی واپس چلا گیا۔ (سیرت المہدی ص۲۳۹،۲۳۸ ج۱، روایت نمبر۴ کمپیوٹرائیڈیشن) میں نے محسوس کیا کہ مرزا قادیانی کی ساری بھاگ دوڑ پیسے کے لئے تھی۔

کنجنی کی کمائی: ایک شخص نے مرزا قادیانی سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنجنی (طوائف) تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سارا روپیہ کمایا۔ پھر وہ مرگئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا۔ مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کا کیا کروں۔ مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال (حرام کمائی) خدمت اسلام (قادیانیت) میں لگایا جا سکتا ہے۔ (سیرت المہدی ص۲۴۳، ج۱ روایت نمبر۲۷۲) کنجنی (بدکارہ، طوائف) کا بھائی اس رقم کے بارے میں متردد ہے۔ مگر مرزا قادیانی اس رقم کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ میں یہ پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچا کہ مرزا قادیانی دنیادار آدمی ہیں۔ اس میں نبوت والی بات نہیں اور معیار نبوت پر پورے نہیں اترتا۔

حیاتِ نو کیپسول
ضائع شدہ توانائی کو بحال کرنے کیلئے
New Gin-X ہربل
نظام عصبی کو تقویت دینے، قوت مدافعت کو بڑھانے
مردانہ قوت میں اضافہ کرنے، عام جسمانی و دماغی کمزوری
جسمانی دردوں کو دور کرنے میں مفید و مجرب ہے

معدہ کی اصلاح کیلئے مجرب ☆ نظام ہضم درست کرنے کیلئے ☆ غلیظ مادوں کو خارج کرنے کیلئے
نیو گیسٹوسن
ساہیوال پھکی جدید حب سلیمانی
طبیعت سے ثقل اور بوجھل پن دور کرنے کیلئے بدن میں فرحت و نشاط پیدا کرنے کیلئے

السعید (رجسٹرڈ)
ہومیو اینڈ ہربل فارمیسی
دیپالپور بازار ساہیوال
Mob:0321-6950003
E-mail:saeedherbal@gmail.com

ڈیلرز: اوکاڑہ 0300-6968538۔ لاہور 0321-4130070-4538727۔ گوجرانوالہ 0321-6418196
اسلام آباد 0313-5383497۔ واہ کینٹ 0307-5546369۔ ایبٹ آباد 0301-8703827
ملتان 0333-5597827۔ راولپنڈی 0333-5203553۔ مری 0322-5188191۔ مردان 0345-6195912
0346-9262981۔ 0300-5765587۔ کوہاٹ 0333-9615996۔ کوئٹہ 0321-8045069-8110802
0331-8492582۔ لورالائی 0344-8282359۔ تربت 0344-8262354۔ گوادر 0322-2277902-0300-7980306
کراچی 0321-4579389-3553193۔ حیدر آباد 0333-7124782
0332-2809795۔ فیصل آباد 041-8726794۔ بوریوالا 0305-6748911۔ منڈی بہاؤالدین 054-3413447

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے! ...... ادارہ

خطبات امیر شریعتؒ: مجموعہ تقاریر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ: ترتیب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی: قیمت: ۲۰۰ روپے: اسٹاکسٹ: ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہر دروازہ ملتان!

حضرت شاہ جیؒ پر بہت کچھ لکھا گیا اور لکھا جائے گا۔ لیکن ان کے اپنے ارشاد فرمودہ تقاریر اور ملفوظات کا جواب نہیں۔ زیر نظر کتاب حضرت شاہ جیؒ کی موجود تمام تقاریر کا خلاصہ اور مجموعہ ہے۔ بدقسمتی سے وہ آڈیو، وڈیو، انٹرنیٹ اور موبائل کا دور نہ تھا۔ ورنہ برصغیر کے نامور خطیب کو مدتوں دیکھا اور سنا جاتا۔ بہرحال تقاریر رسائل و جرائد اور اخبارات سے جس حال میں دستیاب ہوئیں مولانا شجاع آبادی نے آیات، احادیث، حوالہ جات کی تخریج کے ساتھ حضرت شاہ جیؒ کے الفاظ چھیڑے بغیر جمع کر کے شائع کر دی ہیں۔ کتاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے بھی دستیاب ہے۔

خطبات جالندھریؒ: مجموعہ تقاریر مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ: ترتیب: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی: قیمت: ۳۰۰ روپے: اسٹاکسٹ: ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ دروازہ ملتان!

زیر نظر کتاب خطبات جالندھریؒ قبل ازیں ۲۰۰۲ء میں شائع ہوئی جو بالکل ختم ہوگئی۔ یہ دوسرا ایڈیشن ہے۔ جس میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے خطبات اور تقاریر شائع کئے گئے ہیں۔ مولانا اپنے زمانہ کے بڑے خطیب تھے۔ بلکہ بقول مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ بعض اعتبار سے اپنے زمانہ کے بڑے بڑے خطیبوں کو پیچھے چھوڑ گئے۔ آپ نے جس موضوع پر گفتگو کی اس کا حق ادا کر دیا۔ معراج النبی ﷺ کی احمد پور شرقیہ کی تقریر الہامی معلوم ہوتی ہے۔ جو اس مجموعہ کی جان ہے۔ کتاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر سے بھی دستیاب ہے۔

کربلا کے بعد

لایا جو خون رنگِ دِگر کربلا کے بعد
اُونچا ہُوا حسینؓ کا سَر کربلا کے بعد

پاسِ حرم، لحاظِ نبوّت، بقائے دِیں
کیا کچھ تھا اُس کے پیشِ نظر کربلا کے بعد

اے رہ نوردِ شوق شہادت ترے نثار
طے ہو گیا ہے تیرا سفر کربلا کے بعد

آباد ہو گیا حرم ربّ رسولؐ کا
ویراں ہُوا بتولؓ کا گھر کربلا کے بعد

ٹوٹا یزیدیت کی شبِ تار کا فسوں
آئی حُسینیت کی سَحَر کربلا کے بعد

اِک وہ بھی تھے کہ جان سے ہنس کر گزر گئے
اِک ہم بھی ہیں کہ چشم ہے تر کربلا کے بعد

جوہر کا شعر صفحۂ ہستی پہ ثبت ہے
پڑھتے ہیں جس کو اہلِ نظر کربلا کے بعد

"قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد"

○

کلام: قطب الاقطاب سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان ﴿ہفت روزہ ختم نبوت﴾ کراچی گذشتہ چھبیس سالوں سے تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ اندرون و بیرون ملک تمام دینی رسائل میں ایک امتیازی شان کا حامل جریدہ ہے۔ جو حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مدظلہ کی زیرنگرانی شائع ہوتا ہے۔

زرسالانہ صرف ________ 450 روپے

رابطہ کے لیے

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر 3
فون: 021-2780337